دهــرم

باب اول

اسباب و کیفیات

۱
چار حقائق

۱. یہ دنیا دکھ سے بھری ہوئی ہے ۔ پیدائش ، بڑھاپا ، بیماری اور موت سب تکلیف ہیں ۔ جس آدمی سے نفرت ہے اس سے ملنا بھی دکھ ہے ۔ جس سے محبت ہے اس سے جدا ہونا بھی دکھ ہے ۔ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کی ناکام کوشش کرنا بھی دکھ ہے ۔ جو زندگی ، خواہش اور آرزو سے آزاد نہ ہو وہ ہمیشہ غموں سے وابستہ ہوتی ہے ۔ یہ دکھ کی حقیقت کہلاتی ہے۔

یہ انسانی دکھ تو بے شک مادی بدن کی پیاس اور دنیاوی ہوسوں کے دھوکے سے پیدا ہوتا ہے ۔ اگر اس پیاس اور دھوکے کا کھوج لگایا جائے تو ان کی جڑیں جسمانی جبلتوں کی شدید خواہشات میں ملیں گی ۔ ایسی ہوس ، جس کی بنیاد زندہ رہنے کا قطعی عزم ہے ، لطف اندوز چیزوں کی تلاش کرتی ہے اور کبھی تو موت کی خواہش بھی کرنے لگتی ہے ۔ یہ دکھ کے سبب کی حقیقت کہلاتی ہے ۔

اگر اس خواہش کو جو تمام انسانی تڑپ کی جڑ ہے اکھاڑا جاسکے تو تڑپ مر جائے گی اور تمام انسانی تکالیف کا خاتمہ ہو جائے گا ۔ یہ دکھ کو مٹانے والی حقیقت کہلاتی ہے ۔

ایسی حالت میں داخل ہونے کے لیے ، جہاں کوئی خواہش اور دکھ نہ ہو ، آٹھ درست طرائق پر عمل کرنا چاہیے ۔ وہ آٹھ اعلی طرائق یہ ہیں درست نقطۂ نظر ، درست خیال ، درست قول ، درست عمل ، درست طرز زندگی ، درست کوشش ، درست شعور اور دھیان ۔ یہ آٹھ طرائق اذیتوں کے اسباب کو مٹانے والے درست راستے کی حقیقت کہلاتے ہیں ۔

لوگوں کو ان حقیقتوں کو اچھی طرح اپنانا چاہیے ۔ کیونکہ یہ دنیا دکھ سے بھری ہوئی ہے اور جو لوگ دکھ سے نجات پانا چاہتے ہیں ان کو دنیاوی ہوسوں سے قطع تعلق کرنا ہے ۔ لوگ نروان ہی سے ایسی حالت تک پہنچ سکتے ہیں جو دنیاوی ہوس اور دکھ سے خالی ہو اور ان آٹھ طرائق کی تربیت سے نروان مل سکتا ہے ۔

۲ . نروان کے متلاشی کو ان چار اعلی حقائق سے واقف ہونا چاہیے ۔ ان کو سمجھے بغیر اس کو زندگی کی بھول بھلیوں میں نہ جانے کب تک بھٹکنا ہوگا۔ جو لوگ ان چار حقائق سے واقف ہیں ان کو " نروان کی آنکھیں پانے والا " کہتے ہیں ۔

اس لیے جو لوگ بدھ کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں ان کو ان چار حقائق پر دھیان دے کر ان کو واضح طور پر سمجھنا چاہیے ۔

کسی بھی زمانے کا رشی ، اگر وہ سچا رشی ہے ، ان چار حقائق سے واقف ہے اور دوسروں کو بھی ان کی تعلیم دیتا ہے ۔

جب ادمی ان چار حقائق کو صاف طور پر سمجھ لیتا ہے تب ہی وہ آٹھ سطحی راستے اسے لالچ سے دور لے جائے گا ۔ اگر وہ لالچ سے آزاد ہے تو نہ دنیا سے لڑے گا ، نہ کسی کو قتل کرے گا ، نہ چوری کرے گا ، نہ حرام کاری کرے گا ، نہ کسی کو دھوکا دے گا ، نہ کسی کو گالی دے گا ، نہ کسی کی خوشامد کرے گا ، نہ کسی پر رشک کرے گا ، نہ غصہ کرے گا ، نہ زندگی کی بےشباتی کو بھولے گا ، نہ بے انصافی کرے گا ۔

۳. نروان کے راستے پر چلنا تو مشعل ہاتھ میں لیے اندھیرے کمرے میں داخل ہونے کی مانند ہے ۔ اندھیرا فوراً ختم ہو جائے گا اور کمرہ روشنی سے بھر جائے گا ۔

جو لوگ ان چار حقائق کے معنی سمجھتے ہیں اور اس اعلی راستے پر چلتے ہیں تو حکمت کی روشنی ان کے پاس ہے جو جہالت کے اندھیرے کو ختم کر دے گی ۔

بدھ تو صرف ان چار حقائق کو دکھاتے ہوئے لوگوں کو صحیح راستے پر لے جاتے ہیں ۔ جو لوگ اس کو اچھی طرح سمجھتے ہیں وہ نروان پالیں گے ۔ اور اس گمراہ دنیا میں وہ دوسروں کی رہنمائی اور مدد کے قابل ہوں گے ۔ اور بھروسے کے لائق ہوں گے ۔ کیونکہ ان چار حقائق کو اچھی طرح سمجھنے سے جہالت مٹ جاتی ہے جو ہر دنیاوی ہوس کا ماخذ ہے۔

بدھ کے شاگرد ان چار حقائق کے ذریعے سب بیش قیمت حقیقتوں کو سمجھ لیں گے - اور سب معنوں کو سمجھنے کی حکمت اور بصیرت حاصل کریں گے اور دنیا میں تمام لوگوں کو دھرم کی تعلیم دینے کے اہل ہو جائیں گے -

۲
اسباب و کیفیات

۱. تمام انسانی تکالیف کے اسباب ہیں اور ان کو ختم کرنے کا ایک راستہ ہے - کیونکہ دنیا میں ہر چیز اسباب و کیفیات کا نتیجہ ہے اور ان ہی سے پیدا ہوئی ہے - اور ان اسباب و کیفیات کے تغیر و اتمام کے ساتھ ہر چیز کا ظاہری وجود ختم ہو جاتا ہے -

بارش کا ہونا ، ہوا کا چلنا ، پودوں کا بڑھنا ، پتوں کا مرجھا کر گرنا ، یہ سارے مظاہر اسباب سے وابستہ ہیں اور ان ہی سے پیدا ہوتے ہیں اور اسباب و کیفیات کے تغیر کے ساتھ ہی اوجھل ہو جاتے ہیں - ایک آدمی ماں باپ کے اسباب سے پیدا ہوتا ہے اور غذا سے اس کا بدن پروان چڑھتا ہے اور اس کی روح تعلیم اور تجربے سے تربیت پاتی ہے -

اس لیے یہ بدن اور روح بھی اسباب و کیفیات سے تعلق رکھتی ہے اور اسباب و کیفیات کے تغیر کے ساتھ تبدیل ہو جاتی ہے -

جس طرح جال بہت سی گانٹھوں سے بنتا ہے اسی طرح اس دنیا کی سبھی چیزیں آپس میں گانٹھوں کے ذریعے وابستہ ہیں - اگر ایسا خیال کریں تو غلط ہو گا کہ ہر خانۂ دام اپنی جگہ آزاد اور الگ ہے -

اسے جال اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ وابستہ گرہوں سے بنایا گیا ہے اور ہر گرہ اپنی ایک جگہ اور دوسری گرہ کے لیے اپنی ذمہ داری رکھتی ہے -

۲. موسم گل اس لیے آتے ہیں کہ کیفیات کا ایک سلسلہ پھولوں کو کھلاتا ہے - پتے اس لیے جھڑتے ہیں کہ کیفیات کا ایک سلسلہ ان کو جھاڑتا ہے - موسم گل خود نہیں آتا اور کوئی پتہ بےموسم خود نہیں گرتا ہے - ہر چیز کے آنے اور جانے کے اسباب ہیں اور تغیر سے کوئی چیز آزاد نہیں -

یہ ایک دوامی ناقابل تغیر اصول ہے کہ ہر چیز اسباب و کیفیات کے تسلسل سے ظاہر اور معدوم ہوتی ہے ، ہر چیز مستقل تغیر میں ہے اور یکساں حالت پر نہیں رہتی -

۳
انحصاری نمود

۱. انسانی رنج و غم ، دکھ اور کرب کا سرچشمہ کیا ہے ؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ یہ لوگوں کی آرزومندی سے پیدا ہوتے ہیں -

لوگ دولت ، عزت ، عیش و عشرت ، جذباتی محرک اور خود غرضی کی زندگی سے ہٹ دھرمی کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں ۔ اور اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ ان ہی چیزوں کی خواہشات انسانی مصیبتوں کا سر چشمہ ہیں ۔

ازل سے یہ دنیا آفتوں کے ایک سلسلے سے بھری ہوئی ہے اور سب سے بڑھ کر بیماری ،بڑھاپے اور موت کے ناگزیر حقائق ہیں ۔

لیکن اگر ان حقائق کا اچھی طرح جائزہ لیا جائے تو لوگوں کو یقین ہو جائے گا کہ خواہشات کے پیچھے بھاگنے کی وجہ سے سارے رنج و غم اور اذیتیں پیدا ہوتی ہیں اور اگر طمع سے پرہیز کریں تو ساری اذیتیں غائب ہو جائیں گی ۔

انسانی ذہن کی طمع اس کی غفلت کا اظہار ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ لوگ تغیر کے صحیح اسباب سے بے خبر ہیں ۔

غفلت اور لالچ سے ایسی ناپاک خواہشات جنم لیتی ہیں جن کی تکمیل درحقیقت ناممکن ہوتی ہے۔ مگر لوگ ان کی جستجو انتھک اور بے سوچے سمجھے کرتے ہیں ۔

غفلت اور لالچ کی وجہ سے لوگوں کو چیزوں کے درمیان فرق دکھائی دیتا ہے حالانکہ اصل میں ان میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ اصل میں انسانی اطوار

میں اچھائی اور برائی نہیں لیکن لوگ غفلت اور لالچ کی وجہ سے ان چیزوں میں اچھائی یا برائی کا امتیاز اور فیصلہ کرنے لگتے ہیں ۔

غفلت کی وجہ سے لوگوں کے ذہن میں ہمیشہ غلط خیالات پیدا ہوتے ہیں اور صحیح نقطۂ نظر کھو بیٹھتے ہیں ۔ وہ اپنی انا سے چمٹے ہوئے غلط اقدام کرتے ہیں ۔ نتیجے کے طور پر وہ ایک دھوکے کی زندگی میں گرفتار ہو جاتے ہیں ۔

لوگ اپنی انا کے کھیت میں اپنے ذہنی امتیازات کے بیج سے اعمال کو جنم دیتے ہیں ۔ ذہن کو اپنی غفلت سے تاریک کر کے اپنی خواہشات کی بارشوں سے زرخیز بناتے اور اپنی انا کی مرضی سے اسے سینچتے ہیں ۔ وہ بدی کے تصورات میں اضافہ کرتے اور فریب کے آواگوں کو اپنے ساتھ لیے پھرتے ہیں ۔

۲ . اس لیے حقیقت میں یہ خود ان کا ذہن ہے جو رنج و غم ، درد اور کرب کے فریب کا سبب ہوتا ہے۔

تمام عالم فریب صرف ذہنی طلسم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اور اس کے باوجود یہی ذہن ہے جس سے نروان کا عالم ظہور ہوتا ہے ۔

۳ . اس دنیا میں تین غلط نقطہائے نظر ہیں ۔

اگر کوئی ان نقطہائے نظر سے وابستہ رہتا ہے تو اس دنیا کی تمام چیزوں کی نفی کرنی ہوگی -

اول یہ کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تقدیر تمام انسانی تجربے کی بنیاد ہے - دوم ، بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہر چیز خدا نے پیدا کی ہے اور اس کے امر کی پابند ہے - سوم ، کچھ یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز بغیر کسی سبب و کیفیت کے اتفاقی ہوتی ہے -

اگر سب کچھ تقدیر کے مطابق ہوتا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ دنیا میں نیک عمل اور برے عمل بھی پہلے سے طے شدہ ہیں اور خوشنصیبی یا بدنصیبی بھی پہلے سے طے شدہ ہے - اس طرح تمام انسانی کوششیں اور منصوبے بےکار ہو جائیں گے اور انسانیت کے سامنے امید کا کوئی چراغ نہیں ہوگا -

یہی بات دیگر نقطہائے نظر کے لیے بھی صحیح ہے اگر ہر چیز اپنے آخری نتیجے میں ایک نامعلوم خدا کے ہاتھ میں ہے یا اتفاقی ہے تو انسان سوائے سپردگی کے اور کیا امید رکھ سکتا ہے ؟ یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ وہ لوگ جو یہ تصورات رکھتے ہیں امید کھو بیٹھتے ہیں اور عقلمندی سے عمل کرنے کی کوششوں کو نظر انداز کرتے اور صریح چیزوں سے گریز کرتے ہیں -

حقیقت میں یہ تینوں تصورات یا نقطہائے نظر غلط ہیں - ہر چیز ظہور کا تواتر ہے جس کا سرچشمہ اسباب و کیفیات کا اجماع ہے -

باب دوم

نظریۂ ذہن محض اور اشیا کی حقیقی حالت

۱
بےثباتی اور بے انانیت

۱. جسم و ذہن کا ظہور اسباب تعاون سے ہے - یہ انا کی شخصیت کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے - چونکہ گوشت کا جسم عناصر کا مجموعہ ہے اس لیے یہ بے ثبات ہے -

اگر جسم انا کی شخصیت ہوتا تو اپنے عزم کے مطابق سب کچھ کر سکتا -

بادشاہ کو اپنی مرضی سے تعریف کرنے اور سزا دینے کی طاقت ہے لیکن وہ بیمار ہو جاتا ہے اور بوڑھا ہو جاتا ہے اگرچہ وہ نہیں چاہتا ہے - اور اس کی قسمت و خواہشات اکثر ایک دوسرے سے وابستہ نہیں ہوتی ہیں -

ذہن بھی انا کی شخصیت نہیں ہے - انسانی ذہن اسباب و کیفیات کا مجموعہ ہے - وہ ہمیشہ تغیر کی زد میں ہے -

اگر ذہن انا کی شخصیت ہوتا تو وہ اپنے عزم کے مطابق سب کچھ کر سکتا لیکن ذہن اکثر نیکی سے ہٹ کر تذبذب میں بدی کا پیچھا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کچھ نہیں ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے جس کی تمنا اس کی انا کرتی ہے -

۲. اگر کسی آدمی سے پوچھا جائے کہ یہ بدن ثابت ہے یا بےثبات تو وہ یہ جواب دینے پر مجبور ہو جائے گا کہ بےثبات ہے۔

اگر کسی سے پوچھا جائے کہ بےثبات ہستی تکلیف دہ ہے یا خوشگوار تو وہ عام طور پر یہ جواب دے گا کہ تکلیف دہ ہے -

اگر کوئی آدمی اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ایسی بےثبات ، متغیر اور تکالیف سے بھرپور چیز انا کی شخصیت ہے تو یہ ایک سنگین غلطی ہوگی -

انسانی ذہن بھی بےثبات اور مصیبت زدہ ہے اس میں انا کی شخصیت کی کوئی بات نہیں ہے -

ہمارے حقیقی جسم اور ذہن جو انسانی زندگی کی تشکیل کرتے ہیں اور جو عالم خارج سے گھرے ہوئے ہیں وہ " مجھے " اور "میرے" کے تصورات سے بالکل جدا ہیں۔

سادی سی بات یہ ہے کہ ذہن ناپاک خواہشات سے لبریز ہے اور دانش تک اس کا گزر ناممکن ہے جو ہٹ دھرمی سے " مجھے " اور " میرے " کی سوچ پر مضر ہے -

چونکہ جسم اور اس کے اطراف اسباب و

کیفیات کے تعاون سے پیدا ہوئے ہیں اس لیے وہ مستقل طور پر تغیر پذیر ہیں اور کسی انتہا تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔

انسانی ذہن کے تغیرات کبھی ختم نہیں ہوتے ۔ یہ دریا کے بہتے ہوئے پانی یا شمع کی جلتی ہوئی لو یا ایک بندر کی طرح ہیں جو ہمیشہ اچھلتا اور ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رکتا ۔

ایک عقلمند آدمی وہ ہے جو ایسی باتیں دیکھ کر یا سن کر اپنی جسمانی اور ذہنی وابستگیوں کو ترک کر دیتا ہے ۔ اگر اسے نروان کی کوئی طلب ہے۔

۳ . اس دنیا میں پانچ باتیں ہیں جو کسی آدمی کے بس کی بات نہیں ۔ اول ، بوڑھا ہونے کو روک دینا جبکہ بڑھاپا آرہا ہو ۔ دوم ، بیمار ہونے سے محفوظ ہو جانا ۔ سوم ، موت سے بچنا ۔ چہارم ، نیستی کے وقت نیستی کا انکار ۔ پنجم ،ضعف کا انکار۔

دنیامیں سب ہی عام لوگ اس حقیقت سے دوچار ہوتے ہیں اور نتیجے کے طور پر تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ لیکن جو لوگ بدھ کی تعلیم سے واقف ہیں وہ ناگزیر حقیقت کو ناگزیر سمجھتے ہیں اور اسی طرح کی تکالیف میں مبتلا نہیں ہوتے۔

اس دنیا میں چار حقائق ہیں ۔ ایک یہ کہ تمام ذی حیات کی نمود بےخبری سے ہوتی ہے ۔ دوسرے ، ہوس کے تمام مقاصد بےثبات ، تکلیف‌دہ اور بےیقینی ہیں ۔ تیسرے ، اس دنیا میں موجود ہر

چیز بےثبات، بے یقین اور سبھی چیزیں فانی ہیں اور بدلتی رہتی ہیں۔ کسی بھی چیز میں خودی نہیں ہوتی۔ یہ تو بدھ کے اس دنیا میں آنے یا نہ آنے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ۔ بدھ یہ جانتے ہیں اور سبھی لوگوں کو دھرم کے بارے میں وعظ دیتے ہیں۔

۲
نظریۂ ذہن محض

۱. فریب اور نروان دونوں ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور ذہن کے عمل کے سہارے وجود اور مظاہر ابھرتے ہیں ۔ جیسے جادوگر اپنی آستین سے طرح طرح کی چیزیں نکالتا ہے ۔

ذہنی عمل کی کوئی انتہا نہیں ہوتی اور وہ زندگی کا ماحول بناتا ہے ۔ پراگندہ ذہن کی دنیا آلودہ اور پاک ذہن کی دنیا شفاف ہوتی ہے ۔ اس لیے ماحول کی انتہا ذہنی عمل کے دائرے کے باہر نہیں ہوتی ۔

جس طرح تصویر مصور کے ہاتھ سے کھینچی جاتی ہے اسی طرح ماحول ذہنی عمل سے بنایا جاتا ہے۔ جس ماحول کو بدھ تخلیق کرتے ہیں وہ دنیاوی ہوسوں سے دور اور پاکیزہ ہے۔ جس ماحول کو انسان تخلیق کرتا ہے وہ دنیاوی ہوسوں کی وجہ سے گندا ہوتا ہے۔

جس طرح ایک تصویر میں لامحدود تفصیلات ہوتی ہیں اسی طرح انسانی ذہن اپنی زندگی کے ماحول سے بھرا ہوا ہے - اس دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں جو ذہنی عمل سے نہ بنائی جا سکے - یہ بات بدھ اور انسان کے لیے بھی کہی جا سکتی ہے - اس لیے جہاں تک سبھی چیزوں کی تصویر کھینچنے کا سوال ہے ذہن ، بدھ اور انسان ان تینوں میں کوئی فرق نہیں ہے -

بدھ کو اس بات کا صحیح علم ہے کہ سب چیزیں ذہن سے پیدا ہوتی ہیں- لہذا اس قسم کا علم رکھنے والا آدمی حقیقی بدھ کو دیکھ پاتا ہے -

۲. لیکن یہ ذہن ہمیشہ یادوں اور خوف یا رنج و غم میں مبتلا رہتا ہے - جو باتیں ہو چکی ہیں ان کا اسے ڈر رہتا ہے اور جو باتیں اب تک واقع نہیں ہوئی ہیں ان کا اسے اندیشہ رہتا ہے - کیونکہ اس ذہن میں جہالت اور مریضانہ ہوس موجود ہے -

لالچ اور جہالت سے پرفریب دنیا پیدا ہوتی ہے اور طرح طرح کے پیچیدہ اسباب اور کیفیات ذہن میں ہی موجود ہوتی ہیں -

چونکہ پیدائش بھی اور موت بھی ذہن سے پیدا ہوتی ہیں اس لیے جب اس زندگی سے وابستہ ذہن مٹ جاتا ہے تو حیات و موت کی دنیا بھی مٹ جاتی ہے -

تاریک دنیا اس ذہن سے پیدا ہوتی ہے جو اپنی پرفریب دنیا کے ہاتھوں گمراہ ہوتا ہے - اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ ذہن سے پرے فریبی دنیا نہیں ہے تو ذہن پاکیزہ ہو جائے گا اور ذہن کی پاکیزگی کی وجہ سے ہم ناپاک ماحول پیدا نہیں کریں گے اور ہمیں نروان حاصل ہوگا -

اس طرح پیدائش اور موت کی یہ دنیا ذہن سے پیدا ہوتی ہے اسی کی پابند رہتی ہے اور اسی کی پیروی کرتی ہے - ذہن ہر کیفیت کا مالک ہے - پرفریب ذہن سے دکھ کی دنیا پیدا ہوتی ہے -

۳. اس لیے سب چیزیں بنیادی طور پر ذہن کے قابو میں ہوتی ہیں اور اس کی اطاعت کرتی ہیں اور اس سے پیدا ہوتی ہیں - جیسے بیل گاڑی کا پہیہ بیل کے پیچھے چلتا ہے ویسے ہی دکھ ناپاک ذہن سے بولنے اور عمل کرنے والے کا پیچھا کرتا ہے -

لیکن اگر ایک آدمی پاک ذہن کے ساتھ بولتا ہے یا عمل کرتا ہے تو سکھ اس کی چھایا کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے - جو لوگ برا عمل کرتے ہیں ان کو اس خیال سے دکھ پہنچتا ہے کہ " میں نے برا عمل کیا " اور اس دنیا میں اس برے عمل کے بدلے کا خوف ہمیشہ ان کے ساتھ رہتا ہے - جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں ان کو اس دنیا میں اس خیال سے سکھ پہنچتا ہے کہ " میں نے نیک عمل کیا " اور اس دنیا میں اس نیک عمل کے ثواب کے تصور سے اور زیادہ سکھ پہنچتا ہے -

اگر ذہن ناپاک ہے تو راستہ ناہموار ہو جاتا ہے اور اس ناہمواری کی وجہ سے ٹھوکریں کھا کر گرنا پڑتا ہے ۔ لیکن اگر ذہن پاکیزہ ہے تو راستہ ہموار ہو جاتا ہے اور سفر پرسکون ہو جاتا ہے ۔

جو لوگ بدن اور ذہن کی پاکیزگی کا لطف اٹھاتے ہیں وہ شیطان کے جال کو توڑ کر بدھ کی سرزمین پر چلنے والے بنتے ہیں ۔ جو ذہنی طور پر پرسکون ہے اس کو امن حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اور زیادہ محنت کے ساتھ دن رات اپنے ذہن کی آبیاری کر سکتا ہے ۔

۳
چیزوں کی حقیقی حالت

کیونکہ اس دنیا کی سب چیزیں اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتی ہیں اس لیے اصلاً ان میں کوئی فرق نہیں ۔ جو فرق دکھائی دیتا ہے وہ لوگوں کے تعصب کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ۔

آسمان میں مشرق و مغرب کا کوئی فرق نہیں پھر بھی لوگ مشرق اور مغرب کا فرق پیدا کرتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ " یہ مشرق ہے " " وہ مغرب ہے "۔

ریاضی کے اعداد میں ایک سے لے کر بے حد تک کے سب اعداد اپنے آپ میں مکمل ہیں اور مقدار کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ۔ لیکن لوگ اپنی سہولت کے مطابق کم و بیش کا فرق پیدا کرتے ہیں ۔

اصل میں نہ زندگی ہے نہ موت، پھر بھی لوگ ایک کو پیدائش اور دوسری کو موت کہہ کر فرق پیدا کرتے ہیں - اور انسان کے افعال میں نہ نیکی ہے نہ برائی پھر بھی لوگ اپنی سہولت کے لیے نیکی اور برائی میں فرق کرتے ہیں -

بدھ ان امتیازات سے دور رہتے ہیں اور وہ اس دنیا کی طرف فضا میں اڑتے ہوئے بادل کی مانند دیکھتے ہیں - بدھ کے لیے ہر قطعی چیز دھوکا ہے - وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ ذہن کی گرفت یا اس کا اخراج ہے وہ بے حقیقت ہے - اس لیے وہ تصور کے پھندے اور امتیازات پیدا کرنے والے خیالات سے دور رہتے ہیں -

۲. لوگ اپنی خیالی سہولت اور آرام کے لیے چیزوں کا حصول چاہتے ہیں - وہ دولت ، خزانے اور اعزازات چاہتے ہیں - وہ بےثبات زندگی کے ساتھ شدت سے چمٹے ہوئے ہیں -

لوگ وجود اور عدم میں، نیک اور بد میں اور صحیح اور غلط میں یکطرفہ طور پر فرق کرتے ہیں- ان کے نزدیک زندگی حصول و وابستگی کا تسلسل ہے اور اس وجہ سے وہ درد و مصیبت کے فریت کا شکار ہوتے ہیں -

ایک حکایت ہے - ایک آدمی جو لمبے سفر پر تھا ایک اس نے سوچا - " اس دریا کا یہ کنارہ

سفر کے لیے مشکل اور خطرناک معلوم ہوتا ہے لیکن دوسرا کنارہ آسان اور محفوظ معلوم ہوتا ہے ۔ لیکن میں اس پار کیسے پہنچوں ؟ " اس لیے اس نے ایک کشتی بنائی اور اس سے بحفاظت دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے سوچا ۔ " اس کشتی نے مجھے حفاظت کے ساتھ اس کنارے پر پہنچایا ہے اور یہ میرے لیے بہت فائدہ‌مند ثابت ہوئی ہے ۔ میں اس کو ساحل پر سڑنے کے لیے نہیں چھوڑوں گا ۔ اور اس کو اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے جہاں بھی جاؤں گا وہاں اپنے ساتھ لاؤں گا ۔ " اس طرح اس نے رضاکارانہ طور پر ایک غیرضروری بوجھ اٹھایا ۔ کیا اس آدمی کو صاحب عقل کہا جا سکتا ہے ؟

یہ حکایت ہمیں سکھاتی ہے کہ کوئی اچھی چیز بھی اگر ایک غیرضروری بوجھ بن جائے تو اسے پھینک دینا چاہیے ۔ بدھ نے بے فائدہ اور غیرضروری گفتگو سے پرہیز کو اپنی زندگی کا اصول بنایا تھا ۔

۳ . چیزیں نہ تو آتی ہیں نہ جاتی ہیں نہ پیدا ہوتی ہیں نہ مٹتی ہیں اس لیے نہ انہیں پایا جاتا ہے نہ کھویا جاتا ہے ۔

بدھ یہ درس دیتے ہیں کہ سبھی چیزیں وجود اور عدم سے بالاتر ہیں اس لیے نہ وہ وجود ہیں نہ عدم ہیں نہ پیدا ہوتی ہیں نہ مٹتی ہیں۔ چونکہ تمام چیزیں اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتی ہیں اور کوئی چیز بذات خود وجود نہیں رکھتی ہے ۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ نہ وجود ہے نہ عدم ۔

چیزوں کی ہیئت دیکھ کر ان سے لگاو ہونا فریب کا سبب بنتا ہے ۔ اگر چیزوں کی ہیئت دیکھ کر بھی ان سے لگاو نہیں پیدا ہو تو غلط تصور اور فریب فضول واقع نہیں ہوں گے ۔ نروان اس حقیقت کو دیکھ کر ایسے احمقانہ دھوکے سے آزاد رہتا ہے ۔

سچ مچ یہ دنیا خواب کی سی ہے اور دنیا کے خزانے سراب جیسے ہیں ۔ تصویر میں دکھائی دینے والے فاصلے کی طرح چیزیں بذات خود بےاصل ہیں اور بھاپ کی طرح ہیں ۔

۴ . اس بات پر یقین کرنا کہ جو چیزیں لاتعداد اسباب کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں وہ ہمیشہ کے لیے ویسی کی ویسی موجود رہیں گی لافانی نقطۂ نظر کہلانے والا غلط نقطۂ نظر ہے اور اس بات پر یقین کرنا کہ سب چیزیں مٹ جائیں گی عدم کا نقطۂ نظر کہلانے والا غلط نقطۂ نظر ہے ۔

لافانی زندگی ، موت ، وجود اور عدم کے ان تصورات کا چیزوں کی اصل فطرت پر اطلاق نہیں ہو سکتا ہے ۔ ان کی اطلاق صرف ان کے ظاہر پر ہوتا ہے کیونکہ انسان کی آلودہ نظر میں اس طرح ان کا مشاہدہ کرتی ہیں ۔ انسانی خواہشات کی وجہ سے لوگ ان کے ظاہر سے وابستہ ہو جاتے ہیں ۔
لیکن چیزیں اپنی اصل فطرت میں ان تمام امتیازات و وابستگیوں سے آزاد ہیں ۔

چونکہ تمام چیزیں اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتی ہیں اس لیے ان کا ظاہر مستقل بدلتا رہتا ہے - یہ یوں ہے کہ ان میں کوئی ٹھہراؤ نہیں ہے - جیسا کہ یقینی مواد کے سلسلے میں ہونا چاہیے - چونکہ وہ بدلتی رہتی ہیں اس لیے وہ سراب یا خواب دکھائی دیتی ہیں - لیکن ظاہر میں مسلسل بدلنے کے باوجود چیزیں اپنی اصل روحانی فطرت میں مستقل اور بے تغیر ہیں -

دریا انسان کو دریا کے روپ میں دکھائی دیتا ہے لیکن پانی میں آگ دیکھنے والے بھوت کو وہ آگ معلوم ہوتا ہے - اس لیے آدمی سے دریا کی موجودگی کی بات ایک معنی رکھتی ہے مگر بھوت کے لیے بے معنی ہے -

اسی طرح چیزوں کے لیے " ہیں " بھی نہیں کہا جا سکتا اور " نہیں ہیں " بھی نہیں کہا جا سکتا ہے - وہ دھوکے کی مانند ہیں -

مزید یہ کہ اس عارضی زندگی کو سچائی کی بے تغیر زندگی سمجھنا غلطی ہے - اس کے باوجود یہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس عالم تغیر و ظاہر سے الگ کوئی دوسری دوام اور سچ کی دنیا ہے -

لیکن اس دنیا کے غافل یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا حقیقی ہے - اور اس مفروضے پر اقدام کرتے ہیں - لیکن چونکہ یہ دنیا صرف ایک دھوکا ہے اور ان کے افعال جن کی بنیاد غلطی پر ہوتی ہے انہیں نقصان

اور تکالیف کی طرف لے جاتے ہیں -

ایک صاحب عقل اس حقیقت کو سمجھتا ہے کہ یہ دنیا دھوکا ہے اور اس کو حقیقی جان کر کوئی عمل نہیں کرتا ہے - اس لیے وہ مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے -

۲
درمیانی راستہ

۱. نروان کے راستے پر چلنے والوں کے لیے دو انتہائی حدود ہیں جن سے دور رہنا ضروری ہے - ایک تو بدن کی ہوس کے حسب مرضی کرنے کی حد ہے - دوسرے اپنے ذہن اور بدن کو نامعقول حد تک اذیت پہنچانے کی ریاضت ہے -

ان دو انتہائی حدود سے ارفع درمیانی راستہ ہے جو نروان ، حکمت اور ذہنی سکون کی طرف لے جاتا ہے - یہ درمیانی راستہ کیا ہے ؟ یہ درست نقطۂ نظر ، درست خیال ، درست قول ، درست طرز عمل ، درست زندگی ، درست کوشش ، درست شعور اور درست دھیان پر مشتمل ہشت پہلو راستہ ہے -

جیسا کے پہلے کہا جا چکا ہے کہ سب چیزیں اسباب و کیفیات کے بے کنار سلسلے سے ظاہر ہوتی یا مٹ جاتی ہیں ۔ غافل لوگ دنیا کی زندگی کو وجود یا عدم کے پہلو سے دیکھتے ہیں لیکن عقلمند لوگ اس کو وجود و عدم سے پرے دیکھتے ہیں جو دونوں سے بالاتر ہے ۔ یہ درمیانی راستہ کا درست نقطۂ نظر ہے ۔

۲. فرض کیجیے کہ ایک لکڑی کا لٹھا کسی بڑے دریا میں بہتا جا رہا ہے ۔ اگر یہ شہتیر دونوں کناروں سے نہ ٹکرائے ، نہ ڈوبے ، زمین پر نہ چڑھے، آدمی کے ہاتھ سے باہر نہ نکالا جائے اور اندر سے سڑ نہ جائے تو وہ آخر میں سمندر تک پہنچ جائے گا ۔ اگر ایک آدمی خود پرست نہ ہو، ترک دنیا کر کے خود اذیتی کا شکار نہ ہو، اپنے اوصاف پر مغرور اور اپنی بد اعمالیوں سے وابستہ نہ ہو ، نروان کی تلاش میں فریب کی تحقیر نہ کرے ، نہ اس سے خوفزدہ ہو تو ایسا شخص درمیانی راستے پر چلنے والا ہے ۔

نروان کے راستے پر چلنے والوں کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ تمام انتہاؤں سے دور رہیں اور درمیانی راستے پر چلتے رہیں ۔

یہ جان کر کہ چیزیں نہ وجود رکھتی ہیں نہ مٹ جاتی ہیں یہ یاد رکھتے ہوئے کہ ہرچیز کی فطرت خواب نما ہے آدمی کو شخصی غرور کی گرفت یا اعمال خیر کی تعریف یا کسی اور پکڑ اور وابستگی سے بچنا چاہیے ۔

اگر کوئی شخص خواہشات کی رو سے بچنا چاہتا ہے تو آدمی کو شروع ہی سے چیزوں کے حصول میں نہیں پڑنا چاہیے تاکہ وہ ان کا عادی اور ان سے وابستہ نہ ہو جائے - اسے وجود و عدم ، خارج یا داخل ، اچھی یا بری چیزوں یا صحیح و غلط سے تعلق نہیں قائم کرنا چاہیے -

انسان کے ذہن میں لگاو پیدا ہوتے ہی دھوکے کی زندگی شروع ہو جاتی ہے - اس لیے جو لوگ نروان کے راستے پر چلتے ہیں وہ نہ کوئی غم پالتے ہیں ، نہ توقعات کو پروان چڑھاتے ہیں بلکہ وہ منصفانہ اور پرسکون ذہن کے ساتھ ہر چیز کا استقبال کرتے ہیں-

۳ . نروان کی کوئی مقررہ ہیئت یا فطرت نہیں جس سے اپنے آپ کو ظاہر کر سکے - اس لیے نروان میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس پر روشنی ڈالی جائے -

فریب اور جہالت کے ہونے سے نروان وجود میں آتا ہے - اگر فریب اور جہالت مٹ جاتی ہے تو نروان بھی مٹ جاتا ہے - فریب اور جہالت نروان کی وجہ سے موجود ہے - دھوکے اور جہالت سے الگ کوئی نروان نہیں ہے - اور کوئی فریب و جہالت نروان سے جدا نہیں ہے -

اس لیے نروان کو کوئی " چیز " سمجھنے سے جس کی گرفت ہو سکے بڑی رکاوٹ پیدا ہو جائے گی- جب ذہن کو ، جو تاریکی میں تھا ، روشنی ملے گی تو یہ گزرے گی اور اس کے گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ چیز بھی گزرے گی جس کو ہم نروان کہتے ہیں-

نروان کی خواہش کرنے اور اس سے لگاو ہونے کا مطلب ہے کہ فریب موجود ہے ۔ اس لیے نروان کے راستے پر چلنے والوں کو اس سے لگاو نہیں ہونا چاہیے اور اگر وہ نروان تک پہنچ جاتے ہیں تو انہیں اس میں اٹکے نہیں رہنا چاہیے ۔

جب لوگوں کو ان معنوں میں نروان حاصل ہوتا ہے تب ان کے لیے سب کچھ نروان بن جاتا ہے ۔ اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس وقت تک نروان کے راستے پر آگے بڑھتے رہیں جب تک کے ان کے لیے خیالات، دنیاوی ہوسیں اور نروان ایک جیسے نہ ہو جائیں اور دونوں میں کوئی فرق نہ رہے ۔

۴ . کائنات کی وحدت کے اس تصور کو کہ چیزوں میں اصلی فطرت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں شونیتا کہتے ہیں ۔ شونیتا کے معنی ، چیزوں میں کوئی حقیقت نہیں ، نہ وہ پیدا ہوتی ہیں نہ ان کی کوئی ذاتی فطرت ہوتی ہے اور نہ دوہراپن ہوتا ہے۔ کیونکہ خود چیزوں میں نہ تو ہیئت ہوتی ہے اور نہ صفات کہ ان کے بارے میں ہم پیدا ہونے یا مٹنے کی بات کر سکیں ۔ چیزوں کی اصل فطرت میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جسے امتیاز کیا جا سکے۔ اسی لیے چیزوں کو بے حقیقت کہا جاتا ہے ۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے سبھی چیزیں اسباب و کیفیات سے بنتی اور مٹتی ہیں۔ کوئی چیز

بالکل تنہا وجود نہیں رکھتی ہے ہر چیز دوسری چیز کے تعلق سے ہے -

جہاں روشنی ہوتی ہے وہاں سایہ بھی ہوتا ہے، جہاں لمبائی ہوتی ہے وہاں چھوٹا پن بھی ہوتا ہے، جہاں سفید ہے وہاں کالا بھی ہے - اس طرح چیزوں کی ذاتی فطرت خود ہی وجود میں نہیں آتی اس لیے ان کو غیر حقیقی کہا جاتا ہے -

اسی سبب سے نروان جہالت سے الگ وجود نہیں رکھتا ہے اور نہ جہالت نروان سے الگ وجود میں آتی ہے - چونکہ چیزوں میں اصلی فطرت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے اس لیے ان میں دوہرا پن نہیں ہو سکتا ہے -

۵. لوگ اکثر اپنے بارے میں پیدائش اور موت کے تعلق سے دیکھتے ہیں - لیکن اصل میں ایسا کوئی تصور نہیں ہے -

جب لوگ اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں تو وہ پیدائش اور موت کی عدم ثنویت کو سمجھتے ہیں-

لوگ کیونکہ ان کی شخصیت کو پروان چڑھاتے ہیں اس لیے ان کو ملکیت کے تصور سے لگاو رہتا ہے - لیکن اصل میں انا موجود نہیں ہے اس لیے ملکیت بھی موجود نہیں ہو سکتی - جب لوگ اس حقیقت کو سمجھتے ہیں تو وہ عدم ثنویت کو سمجھتے ہیں-

لوگ پاکیزگی یا آلودگی میں امتیاز پیدا کرتے ہیں اور ان سے لگاو رہتا ہے - لیکن اصل میں چیزوں میں نہ تو پاکیزگی ہوتی ہے نہ آلودگی - بجز اس کے کہ یہ انسان کے ذہن کے غلط اور بیہودہ تصورات سے ابھرتی ہیں -

اسی طرح لوگ خیر و شر میں امتیاز پیدا کرتے ہیں لیکن خیر و شر الگ وجود نہیں رکھتے - نروان کے راستے پر چلنے والے لوگ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کرتے - وہ نہ تو خیر کی تعریف کرتے ہیں نہ شر سے چشم پوشی کرتے ہیں -

لوگ بدنصیبی سے ڈر کر خوش‌نصیبی کی خواہش کرتے ہیں - لیکن ان دونوں کے فرق کا اچھی طرح جائزہ لیا جائے تو اکثر بدنصیبی کی حالت خوش‌نصیبی بن‌جاتی ہے اور خوش‌نصیبی بدنصیبی - عقلمند آدمی منصفانہ جذبے سے بدلتی ہوئی حالت کا سامنا کرتا ہے - نہ وہ کامیابی پر فخر کرتا ہے اور نہ ناکامی پر مایوس ہوتا ہے - اس طرح وہ عدم ثبوت کی حقیقت کو سمجھتا ہے -

اس لیے شنویت کے روابط کو ظاہر کرنے والے سبھی الفاظ ، مثلاً وجود اور عدم ، دنیاوی ہوس اور نروان ، پاکیزگی اور آلودگی ، خیر و شر ، یہ سارے الفاظ جو اصل میں ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہیں مگر لوگ ان کی اصل فطرت کا نہ تو اظہار کر تے ہیں نہ سمجھتے ہیں - اگر لوگ ایسے الفاظ یا ان سے پیدا شدہ جذبات سے دور رہیں تو وہ حقیقی شونیتا کی آفاقی سچائی کو سمجھ سکتے ہیں -

۶. جس طرح کنول صاف ستھرے میدان یا زمین میں نہیں بلکہ گندے کیچڑ میں ہی پیدا ہوتا ہے ویسے ہی دنیاوی ہوس کی کھاد سے صفت بدھ کا اصل نروان ابھرتا ہے -

ہر قسم کے خطرے کو جھیل کر سمندر کی تہہ تک ڈبکی لگائے بغیر رتن حاصل نہیں ہو سکتا ہے ویسے ہی دنیاوی ہوسوں کے خطرے کا سامنا کیے بغیر نروان کا انمول رتن حاصل نہیں ہو سکتا - پہلے اسے انا اور خود غرضی کی ناہموار چٹانوں میں بھٹکنا ہو گا پھر اس میں ایک ایسے راستے کی خواہش پیدا ہوگی جو اسے نروان کی طرف لے جائے گا -

کہا جاتا ہے کہ پرانے زمانے میں ایک رشی تھا جو سچے راستے کی جستجو میں تلواروں سے بنے ہوئے پہاڑ پر چڑھا مگر زخمی نہیں ہوا اور اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا لیکن نہیں جھلسا بلکہ اپنی امید کی وجہ سے اس کو احساس ہوا کہ خنک ہوا چلتی ہے اس طرح آدمی کے دل میں راستے کے خطرات جھیلنے کا عزم ہو تو خود غرضی کی تلواروں سے بنے ہوئے پہاڑ یا نفرت کی آگ میں بھی نروان کی خنک ہوا چلے گی - اور اسے معلوم ہو گا کہ خود غرضی اور دنیاوی ہوس جن کو اس نے جھیلا ہے اور جن سے لڑا وہ خود نروان ہیں -

۷. بدھ کی تعلیم ہمیں دو متضاد تصورات کے

امتیازات سے بچا کرعدم شنویت کی طرف لے جاتی ہے۔ اگر ان دو متضاد تصورات میں سے کسی ایک کو لے کر اس سے لگاو رہے تو چاہے وہ نیکی ہو یا سچائی غلطی بن جائے گی ۔

اگر لوگ اس بات پر اصرار کریں کہ سبھی چیزیں خالی اور عارضی ہیں تو وہ اتنا ہی غلط ہو گا جتنا اس پر اصرار کریں کہ سبھی چیزیں حقیقی اور مستقل ہیں ۔ اگر کوئی شخص اپنی انا سے وابستہ ہو جائے تو ایک غلطی ہے کیونکہ وہ اسے بے اطمینانی اور تکالیف سے نجات نہیں دلا سکتی ہے ۔ اگر وہ اس پر یقین رکھتا ہے کہ اس کے لیے حق کی راہ کی ریاضت بےکار ہو گی ۔ اگر لوگ اس بات پر اصرار کریں کہ سب کچھ آزار ہے تو وہ بھی غلط ہے اور اس بات پر اصرار کرنا کہ سب کچھ مسرت ہے ایک غلط خیال ہے ۔ بدھ درمیانی راستہ سکھاتے ہیں جو یہ دونوں انتہاؤں سے بالا ہے جہاں شنویت وحدت میں ابھرتی ہے ۔

باب سوم

فطرت بدھ

۱
پاکیزہ ذہن

۱. انسانوں میں اس کی ذہنیت کے درجے اور اقسام کے اعتبار سے بہت سی قسمیں ہیں - کوئی ذہین ہوتے ہیں تو کوئی بے وقوف ، کوئی اچھی فطرت کے ہوتے ہیں تو کوئی بری فطرت کے، کچھ لوگوں کی رہنمائی کرنا آسان ہوتا ہے تو کچھ لوگوں کی مشکل، کچھ لوگوں کے ذہن پاکیزہ ہوتے ہیں تو کچھ لوگوں کے آلودہ - لیکن جہاں تک نروان کے حصول کا سوال ہے یہ سب فرق برائے نام ہیں - یہ دنیا مختلف قسم کے پودوں سے بھری کنول کی ایک جھیل ہے جس میں طرح طرح کے پھول کھلتے ہیں - کچھ سفید ہیں ، کچھ گلابی ، کچھ نیلے ، کچھ پیلے اور کچھ پانی کے اندر بڑھتے ہیں ، کچھ پانی کی سطح پر اپنی پتیاں پھیلاتے ہیں تو کچھ پانی کے اوپر اپنی پتیاں اٹھاتے ہیں - انسان میں اور بھی بہت فرق ہیں - ان میں جنس کا فرق ہے - لیکن یہ اصلی فرق نہیں ہے کیونکہ درست ترابیت کے ذریعے مرد اور عورت دونوں نروان حاصل کر سکتے ہیں -

ہاتھی کا مہاوت بننے کے لیے آدمی میں پانچ صفات ہونی چاہییں - تندرستی ، خود اعتمادی ، محنتی ، خلوص ، اور عقل - بدھ کے اعلی راستے پر چلنے والے لوگوں میں بھی یہ پانچ اعلی صفات ہونی

چاہییں۔ اگر یہ پانچ صفات ہوں تو جنس کی تفریق کے بغیر نروان کا حصول ممکن ہے - اور وہ زیادہ وقت درکار نہیں ہے کیونکہ ہر انسان میں نروان کے حصول کے لیے ضروری فطرت موجود ہے -

۲. نروان کے راستے کی مشق میں لوگ اپنی آنکھوں سے بدھ کو دیکھتے ہیں اور اپنے ذہن سے بدھ پر یقین کرتے ہیں - وہی آنکھیں وہی ذہن ہے جس کی وجہ سے لوگ پیدائش اور موت کی اس دنیا میں بھٹکتے پھرتے تھے -

اگر کوئی راجا ڈاکوؤں سے پریشان ہے تو ڈاکوؤں پر حملہ کرنے سے پہلے ان کا اڈا ڈھونڈنا چاہیے - اسی طرح جب انسان کو دنیاوی ہوا و ہوس سے لگاو ہوتا ہے اور اس سے نجات پانا چاہتا ہے تو پہلے اسے ان کی اصل جان لینی چاہیے -

جب آدمی گھر میں ہوتا ہے اور اپنی آنکھیں کھولتا ہے تو وہ پہلے کمرے کے اندر کے سامان دیکھے گا اور اس کے بعد کھڑکی کے باہر کا منظر دیکھے گا - اسی طرح اندر کی چیزیں دیکھنے سے پہلے باہر کی چیزیں دیکھ لینے والی آنکھیں کسی کے پاس نہیں ہوتیں -

اگر اس بدن کے اندر ذہن ہو تو سب سے پہلے اسے بدن کے اندر کی چیزوں کو تفصیل کے ساتھ جان لینا چاہیے - لیکن عام طور پر لوگ بظاہر اپنے بدن کے باہر کی باتیں اچھی طرح جانتے ہیں اور بدن کے

اندر کی چیزوں سے بہت کم لگاو رکھتے ہیں ۔

اگر ذہن بدن کے باہر واقع ہوتا تو جن باتوں کو ذہن جانتا ہے ان کو بدن نہیں جانے گا اور جن باتوں کو بدن جانتا ہے ان سے ذہن بے خبر رہے گا ۔ لیکن اصل میں جن باتوں کو ذہن جانتا ہے ان کا احساس بدن کو بھی ہوتا ہے اور جن باتوں کا احساس بدن کو ہوتا ہے ان کو ذہن اچھی طرح جانتا ہے ۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ذہن بدن کے باہر واقع ہے ۔ تو آخر ذہن کا جوہر کہاں ہوتا ہے ؟

۳. نامعلوم زمانوں سے لوگ اپنے افعال اور دو غلط بنیادی تصورات کی وجہ سے جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتے رہتے ہیں ۔

پہلے یہ کہ وہ فرق کرنے والے ذہن کو جو پیدائش اور موت کا فریب دیتا ہے ، اپنی اصل فطرت سمجھتے ہیں ۔ دوسرے یہ کہ وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ فرق کرنے والے ذہن کے پیچھے چھپا ہوا نروان کا پاکیزہ ذہن موجود ہے جو ان کی اصل فطرت ہے ۔

جب آدمی اپنی مٹھی بھینچ کر ہاتھ اوپر اٹھاتا ہے تو آنکھیں یہ دیکھتی ہیں اور ذہن اس میں امتیاز کرتا ہے ۔ لیکن یہ امتیاز کرنے والا ذہن تو حقیقی ذہن نہیں ہے ۔

امتیاز کرنے والا ذہن صرف ایک ذہن ہے جو لالچ اور انا سے وابستہ دیگر خیالی فرق کے امتیازات پیدا کرتا ہے ۔ امتیازات پیدا کرنے والا ذہن اسباب و

کیفیات کے زیر اثر ہوتا ہے - اور وہ اپنے ذاتی جوہر سے خالی اور مسلسل متغیر رہتا ہے - لیکن چونکہ لوگوں کو یقین ہوتا ہے کہ یہی ان کا اصلی ذہن ہے تو اسباب و کیفیات میں فریب داخل ہوتا ہے جو آزار پیدا کرتا ہے -

آدمی جب مٹھی کھولتا ہے تو ذہن کو یہ پتہ چلتا ہے کہ مٹھی کھل گئی ہے - لیکن ہلتا کیا ہے ، ہاتھ یا ذہن ؟ یا دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ؟ ہاتھ کی حرکت سے ذہن بھی حرکت کرتا ہے اور ذہن کی حرکت کے ساتھ ہاتھ بھی ہلتا ہے - لیکن متحرک ذہن تو ذہن کی صرف ایک ظاہری سطح ہے - یہ حقیقی اور بنیادی ذہن نہیں ہے -

۴ . بنیادی طور پر ہر ایک میں پاکیزہ اور اصلی ذہن ہوتا ہے مگر وہ عام طور پر حالات سے پیدا ہونے والی دنیاوی ہوس کی آلودگی اور غبار سے ڈھکا ہوا ہے۔ یہ آلودہ ذہن آدمی کی فطرت کا جوہر نہیں ہے۔ اس میں کچھ اضافہ ہوا ہے جیسے کسی باہر سے آنے والے شخص یا مہمان کا - لیکن بہرحال وہ اس کا میزبان نہیں ہے -

چاند اکثر بادلوں سے ڈھکے ہونے کے باوجود بادلوں کی وجہ سے گندا نہیں ہوتا نہ حرکت کرتا ہے - اس لیے ایسی فکر کا دھوکا نہیں کھانا چاہیے جو آلودہ ذہن کو اپنا اصلی ذہن سمجھے -

لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس حقیقت کی یاد دہانی سے برابر اپنے اندر پاکیزہ اور بنیادی طور پر

پےتغیرنروان والے ذہن کو جگاتے رہیں۔ لوگ اپنے متغیر اور آلودہ ذہن اور اپنے گمراہ خیالات کے دھوکے کی گرفت میں آ کر فریب کی دنیا میں بھٹکتے ہیں۔

انسانی ذہن کی پریشانیاں اور آلودگیاں لالچ اور بدلتے ہوئے حالات میں اس کے رد عمل سے ابھرتی ہیں ۔

وہی ذہن تو انسان کا اصل ذہن اور اس کا آقا ہے جو اسباب و کیفیات کے آنے جانے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور ہر حالت میں پاکیزہ اور پرسکون رہتا ہے ۔

مسافر کے نظروں سے اوجھل ہونے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسافر خانہ غائب ہو گیا ہے ۔ بالکل اسی طرح آلودہ ذہن کے غائب ہونے سے جو کہ اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتا ہے اور مٹ جاتا ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اصلی ذات غائب ہو گئی ہے ۔ باہر کے اسباب و کیفیات سے بدلتی ذہن کی فطرت اصلی نہیں ہے ۔

۵. اگر ہم یہ خیال کریں کہ یہاں ایک لکچرہال ہے جو سورج کے نکلنے سے روشن ہو جاتا ہے اور اس کے ڈوبنے سے وہ تاریک ہو جاتا ہے ۔

سورج کے ساتھ روشنی کے لوٹ جانے کی اور رات کے ساتھ اندھیرے کے آنے کی بات ہم سوچ سکتے ہیں۔ لیکن ہم ذہن کے بارے میں یہ بات نہیں سوچ سکتے جو کہ تاریکی اور روشنی کو محسوس کرتا ہے ۔ وہ ذہن جو روشنی اور تاریکی کا متحمل ہے وہ کسی کو لوٹایا نہیں جا سکتا ہے ۔ اسے تو اپنی اصلی فطرت میں ہی لوٹایا جا سکتا ہے ۔

سورج کے نکلنے یا ڈوبنے پر روشنی یا تاریکی دیکھنے والا ذہن تو عارضی ذہن ہے -

صرف عارضی ذہن کو لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ مختلف احساس ہوتا ہے - لیکن یہ تو حقیقی اور اصلی ذہن نہیں ہوتا - حقیقی اور اصلی ذہن ہی انسان کی اصلی فطرت ہے جو روشنی اور تاریکی کو معلوم کرتا ہے -

نیکی اور برائی ، محبت اور نفرت کے جذبات جو باہر کے اسباب و کیفیات سے پیدا ہوتے ہیں اور مٹ جاتے ہیں انسان کے ذہن پر جمع ہوئی آلودگیوں سے پیدا ہونے والے عارضی ذہن کا عمل ہے -

ذہن کے دنیاوی ہوسوں کے پیچھے اصلی ذہن موجود ہے جو پاکیزہ اور شفاف ہوتا ہے -

پانی گول برتن میں گول اور چوکور میں چوکور دکھائی دیتا ہے - لیکن پانی کی اپنی کوئی خاص شکل نہیں ہوتی - لیکن لوگ اس بات کو جانتے ہوئے بھی اکثر بھول جاتے ہیں -

لوگ اس کو اچھا اور اس کو برا دیکھتے ہیں ، اس کو پسند اس کو ناپسند کرتے ہیں اور وجود اور عدم میں فرق کرتے ہیں - اور پھر ان نقطہائے نظر میں پھنس کر یا ان سے وابستہ ہو کر باہر کی چیزوں کا پیچھا کرتے ہوئے تکلیف اٹھاتے ہیں -

اگر لوگ صرف ان تصوراتي اور غلط امتیازات سے وابستگی ترک کریں اور اپنا آزاد اصلی ذہن بحال کریں تو وہ ایسی حالت تک پہنچ جائیں گے جہاں ذہن اور بدن دونوں آلودگیوں اور آزار سے آزاد ہوں۔ اور وہ اس سکون سے آشنا ہوں گے جو آزادی میں ملتا ہے -

۲
فطرت بدھ

۱. پاکیزہ اصلی ذہن جو بنیادی نوعیت کا حامل ہے دوسرے الفاظ میں فطرت بدھ کو کہتے ہیں۔ فطرت بدھ تو صفت بدھ کا بیج ہے -

اگر ہم سورج اور روئی کے بیچ میں عدسہ رکھیں تو ہمیں آگ مل سکتی ہے - لیکن یہ آگ کہاں سے آتی ہے ؟ عدسہ تو سورج سے نہایت دور ہوتا ہے لیکن عدسے کے ذریعے روئی پر آگ ظہور میں آتی ہے - اگر روئی میں جلنے کی فطرت نہ ہو تو سورج کے ہونے سے بھی روئی پر آگ نہیں لگتی -

اسی طرح بدھ کی حکمت کی روشنی اگر انسان کے اصلی ذہن پر مرتکز ہوگی تو جو صفت بدھ ہے وہ روشن ہوگا اور اس کی روشنی لوگوں کے ذہنوں کو منور کرے گی - اور بدھ پر عقیدہ اجاگر کرے گی - بدھ اپنی حکمت کے عدسے لے کر ساری دنیا میں ذہن انسانی پر روشنی ڈالتے ہیں - اس طرح ساری دنیا میں عقیدے کی آگ جل اٹھتی ہے -

۲ . لوگ اکثر بدھ کی روشن دانش کی طرف اپنے ذہن حقیقی کے میلان کی پروا نہیں کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے دنیاوی ہوس کی گرفت میں آ جاتے ہیں ۔ اور اچھائی اور برائی میں فرق کرنے کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی اسیری اور آزار پر افسوس کرتے رہتے ہیں ۔

آخر کیا وجہ ہے کہ لوگ ، جن میں پاکیزہ اصلی ذہن ہوتا ہے ، اس طرح خود ہی فریب پیدا کر کے فطرت بدھ کی روشنی کو چھپا کر دنیا کے فریب و آزار میں بھٹک رہے ہیں ؟

پرانے زمانے میں ایک آدمی ایک دن سویرے آئینے کے سامنے بیٹھا اور اس میں اپنا چہرہ اور سر نظر نہ آنے کی وجہ سے دیوانہ ہوگیا ۔ لیکن اس کا سر اور چہرہ غائب نہیں ہو گیا تھا بلکہ وہ آئینے کی الٹی طرف دیکھ رہا تھا ۔ محض اس لیے کہ وہ لاپروائی سے آئینے کی الٹی طرف دیکھ رہا تھا کسی شخص کا دیوانہ ہو جانا کتنا فضول ہے !

یہ کسی آدمی کے لیے احمقانہ اورغیر اہم ہے کہ وہ اس لیے آزار اٹھائے کہ اسے نروان کا حصول اس مقام پر نہیں ہوا جہاں اسے توقع تھی ۔ نروان میں کوئی ناکامی نہیں ہوتی ۔ لیکن ناکامی ان لوگوں میں ہوتی ہے جو نروان کے حصول کے لیے طویل عرصے تک اپنا فرق کرنے والا ذہن استعمال کرتے ہیں ۔ وہ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ ان کے ذہن حقیقی نہیں ہیں بلکہ ان کے ذہن خیالی ہیں جو اس فریب اورلالچ کی وجہ سے ہیں جس نے ان کے ذہن حقیقی کو ڈھانپ رکھا ہے ۔

اس لیے توہمات کے ہجوم کے صاف ہو جانے سے نروان خود بخود ظہور میں آتا ہے - لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو نروان حاصل ہوا ان کو یہ معلوم ہوگا کہ توہمات کے بغیر نروان نہیں ہو سکتا تھا -

۳. فطرت بدھ کبھی نہیں ختم ہوتی ہے - چاہے آدمی حیوان کی شکل پیدا ہو یا بھوکا دیو بن جائے یا دوزخ میں گرے تو بھی وہ فطرت بدھ نہیں کھوتا ہے -

آدمی جسم کی آلودگی میں کتنا گھرا ڈوب جائے یا دنیاوی ہوس کی تہہ میں گم ہو جائے اور اسے بھول جائے پھر بھی صفت بدھ کے ساتھ انسانی قربت مکمل طور پر کبھی ختم نہیں ہوتی ہے -

۴. ایک پرانی حکایت ہے کہ ایک آدمی دوست کے گھر جا کر شراب کے نشے میں سو گیا - دوست سے جب تک ممکن ہوا اس کے پاس رہا تاآنکہ کسی ضروری کام سے اس کے دوست کو سفر پر جانا پڑا - جاتے وقت دوست نے اس خیال سے کہ شاید اس کو ضرورت ہو ایک قیمتی جوہر کو اپنے دوست کے لباس میں چھپا دیا -

اس بات سے بےخبر وہ آدمی نشہ اتر جانے پر افلاس و فاقے میں جگہ جگہ بھٹکتا رہا - بہت دنوں کے بعد اس آدمی کی دوبارہ اس دوست سے ملاقات ہوئی- اس دوست نے کہا - ”اپنے لباس میں چھپے ہوئے جوہر کو استعمال کرو -”

حکایت کی شراب کی طرح لوگ اس پیدائش اور موت کی زندگی میں اس بات سے بےخبر ہیں کہ ان کی داخلی فطرت میں پاکیزہ اور آبدار فطرت بدھ کا بیش قیمت خزانہ چھپا ہوا ہے اور وہ آزار میں بھٹکتے رہے ہیں ۔

لوگ اس حقیقت سے کتنے ہی بےخبر ہوں کہ ان کے اندر فطرت عالیہ موجود ہے اور وہ کتنے ہی حقیر اور غافل ہوں بدھ کبھی ان پر اپنا اعتماد نہیں کھوتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان میں کم تر ہی سہی صفت بدھ کے تمام اوصاف موجود ہیں ۔

اس طرح بدھ ان لوگوں میں عقیدہ بیدار کرتے ہیں جو اپنی جہالت کے فریب میں ہیں اور جو خود اپنی فطرت بدھ کو نہیں دیکھ سکتے ۔ بدھ ان کو ان کے فریب سے دور لے جاتے ہیں اور انہیں تعلیم دیتے ہیں کہ اصل میں خود ان میں اور صفت بدھ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ۔

۵ . بدھ وہ ہیں جن کو صفت بدھ مل چکی ہے اور لوگ وہ ہیں جن میں صفت بدھ کے حصول کی صلاحیت ہے ۔ اس کے سوا بدھ اور لوگوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا ۔

لیکن اگر کوئی آدمی یہ سوچے کہ مجھے نروان مل گیا تو وہ اپنے کو دھوکا دے رہا ہے ۔ کیونکہ وہ تو بدھ بننے کے راستے پر گامزن ہے لیکن صفت بدھ تک نہیں پہنچا ہے ۔

فطرت بدھ بغیر محنت اور پر یقین کوشش کے ظہور میں نہیں آتی اور صفت بدھ کے حصول تک یہ کام ختم نہیں ہوتا ہے ۔

٦. پرانے زمانے میں ایک راجا نے کئی اندھے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ہاتھی کے ارد گرد لے جا کر یہ بتانے کو کہا کہ ہاتھی کیسا ہوتا ہے - جس آدمی نے دانت کو چھوا اس نے کہا کہ ہاتھی ایک بڑی گاجر کی طرح ہے - جس آدمی نے ہاتھی کے کان کو چھوا اس نے کہا کہ ہاتھی ایک بڑے پنکھے کی طرح ہے - جس آدمی نے ہاتھی کے سونڈ کو چھوا اس نے کہا کہ ہاتھی موسل کی طرح ہے - جس آدمی نے ہاتھی کی دم کو چھوا اس نے کہا کہ ہاتھی رسی کی طرح ہے - ان میں سے کوئی بھی ہاتھی کی صحیح شکل بتا نہیں سکتا -

اسی طرح کوئی شخص انسان کی فطرت کے ایک جز کو تو بتا سکتا ہے لیکن انسان کی حقیقی فطرت کو جو کہ فطرت بدھ ہے بیان کرنے کے قابل نہیں -

موت سے نہ مٹنے والی اور دنیاوی ہوسوں کے درمیان ہوتے ہوئے بھی پاکیزہ رہنے والی فطرت بدھ کو پانا جو کہ ہمیشہ رہتی ہے بدھ اور بدھ کی اعلی تعلیمات کے بغیر ممکن نہیں -

٣
فطرت بدھ اور بے انانیت

١. ہم فطرت بدھ کے بارے میں اسی طرح بتاتے آئے ہیں کہ اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ دیگر

تعلیمات کی روح کی مانند ہے لیکن ایسا نہیں ہے ۔

انا کی شخصیت کا تصور امتیاز کرنے والے ذہن کا تخیل ہوتا ہے جو پہلے اس کی گرفت کرتا ہے اور پھر اس سے وابستہ ہو جاتا ہے ۔ حالانکہ اسے ختم کرنا چاہیے ۔ اس کے بر عکس فطرت بدھ ناقابل بیان ہے اس لیے اس کو پہلے دریافت کرنا چاہیے ۔ ایک طرح فطرت بدھ انا کی شخصیت سے ملتی جلتی ہے لیکن وہ " ہوں " یا " میرا " کے معنی میں استعمال ہونے والی انا سے بالکل مختلف ہے ۔

انا کے وجود پر اعتماد کرنا غلط ہے ۔ کیونکہ اس یقین میں عدم وجود کو وجود تصور کیا جاتا ہے۔ فطرت بدھ وجود رکھتی ہے اور اس کے وجود کو نہ ماننا بھی غلط اعتماد ہے ۔

ایک حکایت سے اس بات کی تشریح کی جاسکتی ہے ۔ ایک ماں اپنے بیمار بچے کو حکیم کے پاس لے گئی ۔ حکیم نے بچے کو دوائی دی اور ماں سے کہا کہ جب تک دوائی ہضم نہیں ہوتی وہ بچے کو اپنا دودھ نہ پلائے ۔

ماں نے اپنی چھاتیوں پر کڑوی چیز لگائی تاکہ بچہ اپنے آپ دودھ پینا بند کرے ۔ بعد میں جب دوائی ہضم ہو گئی تب ماں نے اپنی چھاتیوں کو دھو کر بچے کو دودھ پلایا ۔ چونکہ ماں کو اپنے بچے سے محبت تھی اس لیے اس نے بچے کے تحفظ کے لیے اپنی شفقت میں یہ طریقہ اختیار کیا ۔

اس حکایت کی ماں کی طرح بدھ غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے اور انا کی شخصیت سے لگاو کو توڑنے کے لیے انا کے وجود سے انکار کرتے ہیں - اور جب غلط فہمیاں اور لگاو دور ہو جاتا ہے تو وہ ذہن حقیقی کی اصلیت ، جو فطرت بدھ ہے ، کی تشریح کرتے ہیں -

انا کی شخصیت سے لگاو لوگوں کو فریب کی طرف لے جاتا ہے مگر فطرت بدھ پر عقیدہ نروان تک رہنمائی کرتا ہے -

یہ کہانی کی اس عورت کی طرح ہے جس کے گھر میں صندوق تھا - یہ نہ جاننے کی وجہ سے کہ اس کے اندر سونا بھرا ہے وہ عورت افلاس میں زندگی گزارتی رہی جب تک کہ کسی دوسرے آدمی نے وہ صندوق کھول کر اس کو سونا نہیں دکھایا - بدھ لوگوں کے ذہن کو کھولتے ہیں اور ان کے اندر فطرت بدھ کی پاکیزگی دکھاتے ہیں -

۲ . اگر ہر ایک میں یہ فطرت بدھ موجود ہے تو کیوں لوگ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں یا دھوکا دیتے ہیں ؟ اور منصب و دولت ، منعم و مفلس کے اتنے فرق کیوں ہیں ؟

ایک پہلوان کی کہانی ہے جو ایک بیش قیمت پتھر کا زیور اپنی پیشانی پر پہنا کرتا تھا - ایک بار وہ کشتی لڑ رہا تھا تو وہ رتن اس کی پیشانی میں گھس گیا اورپھوڑا بن گیا - اس پہلوان نے سوچا

کہ جواہر کہیں کھو گیا اور پھوڑے کے علاج کے لیے حکیم کے پاس گیا ۔ حکیم اس کو دیکھتے ہی جان گیا کہ وہ پھوڑا بھال میں گھسے ہوئے جواہر رتن کی وجہ سے بن گیا ۔ اس لیے حکیم نے وہ رتن نکال کر پہلوان کو دکھایا ۔

فطرت بدھ بھی اس کہانی کے بیش قیمت پتھر کی مانند ہے ۔ وہ دنیاوی ہوسوں کے گرد و غبار میں چھپی ہوئی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ اسے کھو بیٹھے ہیں ۔ لیکن اچھا استاد ان کے لیے اسے ڈھونڈ نکالتا ہے ۔

فطرت بدھ ہر ایک میں موجود ہے خواہ وہ لالچ ، غصے اور حماقت سے کتنی زیادہ ڈھکی کیوں نہ ہو یا خود اس کے اپنے افعال اور مکافات سے مدفون ہو۔ لیکن اصل میں فطرت بدھ نہ تو کھوتی ہے نہ برباد ہوتی ہے ۔ جب تمام آلودگیاں ہٹائی جاتی ہیں تو جلد یا بدیر وہ دوبارہ دکھائی دیتی ہے ۔

جس طرح حکایت میں پہلوان نے وہی رتن دیکھا جس کو حکیم نے نکالا تھا اسی طرح لوگ بھی بدھ کے نور سے دنیاوی ہوا و ہوس میں دفن شدہ فطرت بدھ دیکھتے ہیں ۔

۳ . لوگوں کا اپنا ماحول یا طریقۂ زندگی کتنا ہی مختلف و متغیر کیوں نہ ہو لیکن فطرت بدھ تو ہمیشہ پاکیزہ اور پرسکون ہوتی ہے ۔ جیسا کہ دودھ کا رنگ ہمیشہ سفید ہی ہوتا ہے چاہے گائے کی کھال لال ، سفید یا کالی ہو۔ اس طرح یہ اہم نہیں

ہے کہ لوگوں کے افعال کتنے مختلف رنگ میں ان کی زندگیوں پر اثرانداز ہوتے ہیں یا ان کے اعمال و افکار کتنے مختلف طریقوں سے بعد میں اپنی اثرپزیری دکھاتے ہیں ۔

بھارت کی ایک کہانی کے مطابق ہمالیہ میں اونچی گھاس کے نیچے چھپی ہوئی ایک پراسرار بوٹی تھی ۔ بہت زمانے تک لوگوں نے اس کی تلاش کی لیکن ناکام رہے ۔ آخر ایک عقلمند آدمی نے اس کی مٹھاس سے اسے ڈھونڈ نکالا اور زندگی بھر وہ ایک ناند میں اس بوٹی کو جمع کرتا رہا ۔ لیکن اس آدمی کے مرنے کے بعد وہ بوٹی پھر دور پہاڑ میں غائب ہوگئی اور ناند کے اندر کا پانی کھٹا اور ضرررسان ہوگیا اور اس کا مزہ بدل گیا ۔

اسی طرح فطرت بدھ بھی دنیاوی ہوسوں کی اونچی گھاس کے نیچے چھپی ہوئی ہے ۔ اس لیے لوگ آسانی کے ساتھ اس کو دریافت نہیں کر سکتے ۔ لیکن بدھ نے اس کو پایا اور لوگوں کو دکھایا ۔ لوگ چونکہ اسے اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق لیتے ہیں اس لیے فطرت بدھ کا مزہ ہر ایک کے لیے مختلف ہوتا ہے ۔

۴ . فطرت بدھ ہیرے کی طرح سخت ترین ہوتی ہے۔ اس لیے اسے نہیں توڑا جا سکتا ہے ۔ ریت یا پتھر کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کیا جا سکتا ہے لیکن ہیرے کو ایسا نہیں کیا جا سکتا ۔

بدن اور ذہن دونوں کو برباد کیا جا سکتا ہے لیکن فطرت بدھ برباد نہیں کی جاسکتی ہے ۔

فطرت بدھ بےشک انسانی فطرت میں سب سے اعلیٰ صفت ہے ۔ اگرچہ انسانی فطرت میں مرد اور عورت کے فرق کی طرح بےانتہا تنوع ہو سکتا ہے ۔ لیکن فطرت بدھ کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہیں ہوتا ہے ۔

کچے سونے کو پگھلا کر اس میں سے ملاوٹوں کو دور کرنے کے بعد ہی کھرا سونا بنتا ہے ۔ اسی طرح اگر لوگ کے کچے سونے کو پگھلا کر اس میں سے دنیاوی ہوس اور انا کی سب ملاوٹوں کو دور کر دیں تو وہ اسی فطرت بدھ کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں ۔

باب چہارم

دنیاوی ہوس

۱
انسانی فطرت

۱. دنیاوی ہوس کی دو قسمیں ہیں جو فطرت بدھ کی پاکیزگی کو آلودہ کرتی اور اس کو ڈھانپتی ہیں -

پہلی ہوس تجزیے اور مباحثے کی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے فیصلے میں ابہام پیدا ہوتا ہے - دوسری ہوس جذباتی تجربے کے لیے ہوتی ہے جس کی بنا پر لوگوں کی اقدار مبہم ہو جاتی ہیں -

استدلال و تجربے کے فریب کی یہ دونوں آلودگیاں دنیاوی ہوس کی سب سے بنیادی چیزیں ہیں اور ان ہوسوں کا ماخذ جہالت اور نفسانی ہوس ہے -

استدلال کے فریب جہالت پر منحصر ہیں اور تجربے کے فریب کی بنیاد نفسانی ہوس ہے - اس لیے یہ دو اصل میں ایک ہیں اور یہ دونوں مل کر تمام غموں کا سرچشمہ بنتے ہیں -

اگر لوگ جاہل ہیں تو وہ صحیح اور محفوظ طور پر استقلال نہیں کرسکتے ہیں- اگر وہ وجود کی

ہوس کے آگے سپر ڈالتے ہیں تو پکڑنا ، چمٹنا اور ہر چیز سے وابستگی پیدا ہوتی ہے - خوشگوار چیزوں کے دیکھنے اور سننے کی مستقل بھوک فریب کی عادت میں بدل جاتی ہے - کچھ لوگ تو جسم کی خواہش کے سامنے بھی سر جھکا دیتے ہیں -

جہالت اور نفسانی ہوس سے لالچ ، غصہ ، بیوقوفی ، غلط فہمی ، ناراضگی ، حسد ، خوشامد ، دھوکا ، غرور ، توہین ، خودغرضی وغیرہ طرح طرح کی دنیاوی ہوسیں پیدا ہو جاتی ہیں -

۲. لالچ اطمینان کے بارے میں غلط تصور سے پیدا ہوتی ہے - غصہ اپنے یا اپنے ارد گرد کی حالات کے بارے میں غلط خیالات سے پیدا ہوتا ہے - بیوقوفی درست عمل کا فیصلہ نہ کر پانے سے پیدا ہوتی ہے -

یہ لالچ ، غصہ اور بیوقوفی دنیا کی تین آگیں کہلاتی ہیں - لالچ کی آگ لالچ کی وجہ سے اصلی ذہن کو کھونے والوں کو جلاتی ہے - غصے کی آگ غصے کی وجہ سے اصلی ذہن کو کھونے والوں کو جلاتی ہے اور بیوقوفی کی آگ بدھ کی تعلیمات کو نہ سننے کی وجہ سے اصلی ذہن کو کھونے والوں کو جلاتی ہے -

واقعی طرح طرح کی آگوں سے یہ دنیا جلتی رہتی ہے - لالچ کی آگ ،غصے کی آگ ، بےوقوفی کی

آگ ، زیست ، بڑھاپا بیماری اور موت کی آگ ، اداسی ، رنج اور تکلیف کی آگ اور طرح طرح کی آگوں سے یہ دنیا جلتی ہے۔ دنیاوی ہوسوں کی یہ آگیں نہ صرف ذات کو جلاتی ہیں بلکہ دوسروں کو تکلیف دیتی ہیں اور لوگوں کو بدن ، دہن اور ذہن کے تین غلط عمل کراتی ہیں اور ان آگوں سے پیدا شدہ زخم پیپ پیدا کرتے ہیں اور جو اس کو چھوتے ہیں ، ان تک وہ زہر پہنچتا ہے جو انہیں بدی کے راستے پر لے جاتا ہے۔

۳ . لالچ اطمینان حاصل کرنے کی خواہش سے پیدا ہوتا ہے ۔ غصہ بےاطمینانی کی طلب سے پیدا ہوتا ہے اور بیوقوفی آلودہ خیالات سے پیدا ہوتی ہے ۔ لالچ میں آلودگی کم ہے لیکن اس سے دور ہونا آسان نہیں ہوتا ۔ غصے میں آلودگی زیادہ ہے لیکن اس سے دور ہونا آسان ہوتا ہے ۔ بیوقوفی میں آلودگی بہت زیادہ ہے اور اس پر قابو پانا بہت مشکل ہے ۔

اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ وہ ان تین آگوں کو جب بھی اور جہاں بھی ظہور میں آئیں بجھا دیں۔ اس کے لیے انہیں سچا اطمینان کس سے حاصل ہو سکے گا اس کا صحیح فیصلہ کرنا ہوگا اور ہمیشہ بدھ کی تعلیم کی شفقت کو یاد کرتے رہنا ہوگا ۔ اگر ذہن دانائی ، پاکیزگی اور بےغرضی کے خیالات سے بھرا ہوا ہے تو اس میں دنیاوی ہوسیں جڑ پکڑ نہیں سکتیں۔

۴ . لالچ ، غصہ اور بیوقوفی بخار کی طرح ہیں ۔ اگر کسی بھی آدمی کو ان تینوں میں سے ایک بھی

بخار آئے تو کتنے ہی خوبصورت اور آرام دہ کمرے میں کیوں نہ ہو اس بخار کی وجہ سے بےخوابی کی تکلیف اٹھانی پڑے گی ۔

جس آدمی میں یہ تین دنیاوی ہوسیں نہیں ہیں وہ جاڑوں کی سرد رات میں فرش پر پتوں کے اوپر بھی چین سے سو سکے گا اور گرمیوں کی گرم رات میں چھوٹے سے بند کمرے میں بھی آرام کی نیند کے مزے لے سکے گا ۔

یہ تینوں تمام دنیاوی دکھوں کا ماخذ ہیں ۔ دکھ کے ان تینوں سرچشموں سے نجات پانے کے لیے ہمیں احکامات پر عمل کرنا چاہیے ، ذہن کے ارتکاز کی مشق کرنی چاہیے اور حکمت حاصل کرنا چاہیے ۔ احکامات عملی سے لالچ کی آلودگی دور ہوگی ۔ ذہن کے درست ارتکاز سے غصے کی آلودگی ختم ہوگی ۔ اور حکمت کے حصول سے بیوقوفی کی آلودگی کا خاتمہ ہوگا ۔

۵ . جس طرح نمکین پانی پینے والا ہمیشہ پیاسا رہتا ہے اور اس کو اطمینان ملتا ہی نہیں بلکہ پیاس بڑھتی رہتی ہے اسی طرح انسان کی ہوس کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ۔

آدمی اپنی ہوس پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کی بےاطمینانی اور بڑھتی ہے اور اس کے دکھوں میں اضافہ ہوتا ہے ۔

ہوس کی تسکین کبھی بھی اطمینان بخش نہیں ہوتی ۔ وہ ہمیشہ اپنے پیچھے ایک بےآرامی اور بےچینی چھوڑ جاتی ہے ۔ اگر اس کی ہوس کی فرحت میں مزاحمت ہوگی تو وہ اکثر اسے دیوانگی کی طرف لے جائے گی ۔

اپنی ہوسوں کی تسکین کے لیے لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں - راجا راجا کے ساتھ ، والدین بچے کے ساتھ ، بھائی بھائی کے ساتھ ، بہن بہن کے ساتھ ، دوست دوست کے ساتھ اپنی ہوسوں سے دیوانہ ہو کر وہ نہ صرف آپس میں لڑتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کو قتل بھی کر دیتے ہیں -

لوگ اکثر اپنی ہوسوں کی تکمیل کے لیے اپنی زندگی برباد کر دیتے ہیں - وہ چوری کرتے ہیں ، دھوکا دیتے ہیں اور حرام کاری کرتے ہیں - اور جب پکڑے جاتے ہیں تو ذلت اور سزا کی تکلیف اٹھاتے ہیں -

وہ اپنی ہوسوں کے لیے اپنے بدن ، قول اور ذہن سے گناہ پر گناہ کرتے رہتے ہیں - یہ اچھی طرح جاننے کے باوجود بھی کہ تکمیل کا انجام غم و آزار ہے - ہوس اتنی جابر ہے - اور پھر مرنے کے بعد دوسری دنیا کے اندھیرے میں داخل ہو کر طرح طرح کے دکھ ہوتے رہیں گے -

٦. نفسانی ہوس دنیاوی ہوسوں میں سب سے شدید ہے - اور طرح طرح کی ہوسیں اس کے پیچھے چلتی ہیں -

نفسانی ہوس ایسی زمین مہیا کرتی ہے جہاں طرح طرح کی ہوسیں اگتی ہیں - نفسانی ہوس نیکی کو کھانے والا ایک دیو ہے جو سبھی دنیاوی نیکیوں کو کھا جاتا ہے - نفسانی ہوس باغ میں چھپا ہوا زہریلا سانپ ہے جو ہوس کے پھول کی تلاش کے لیے آنے والوں کو ڈستا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے - نفسانی ہوس درخت کو سکھانے والی بیل کی طرح ہے -

وہ انسان کے ذہن کو لپیٹ کر اس کی نیکیوں کو اس وقت تک چوستی ہے جب تک وہ ختم نہیں ہو جاتا۔ نفسانی ہوس شیطان کا پھینکا ہوا چارہ ہے جسے احمق لوگ اچک لیتے ہیں اور بدی کی دنیا کی گہرائیوں میں کھینچے جاتے ہیں ۔

اگر بھوکے کتے کو خون ملی ہوئی ایک ہڈی دی جائے تو وہ کتا اس ہڈی پر جھپٹے گا اور اسے اس وقت تک چوستا رہے گا جب تک تھک کر چور نہ ہو جائے۔ نفسانی ہوس بھی انسان کے لیے کتے کی اس ہڈی کی طرح ہے ۔ وہ نفسانی ہوس کی حرص اس وقت تک کرتا رہے گا جب تک تھک نہیں جاتا ۔

اگر دو درندوں کے درمیان گوشت کا ایک ٹکڑا پھینک دیا جائے تو وہ درندے آپس میں لڑیں گے اور ایک دوسرے کو نوچیں گے ۔ کوئی بیوقوف آدمی مشعل ہاتھ میں لیے ہوا کے رخ پر جائے گا تو امکان ہے کہ وہ خود اپنے کو جلا لے گا ۔ ان درندوں یا بیوقوف آدمی کی طرح لوگ اپنی دنیاوی ہوس کی وجہ سے خود کو زخمی کرتے اور جلاتے ہیں ۔

۷. باہر سے آنے والے زہر آلود تیر سے تو جسم کی حفاظت کی جا سکتی ہے لیکن ذہن کے اندر کھلنے والے زہر آلود تیروں سے ذہن کو بچانا ناممکن ہے ۔ لالچ ، غصہ ، حماقت اور غرور یہ چار زہر آلود تیر ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور اس کو چھوت لگاتے ہیں ۔

اگر ذہن میں لالچ ، غصہ اور جہالت ہوگی تو لوگ جھوٹ بولیں گے ، گپ ماریں گے ، گالیاں دیں گے ، قتل کریں گے ، اور دھوکا دیں گے ، قتل کریں گے ،

چوری کریں گے اور زنا کاری کریں گے -

ذہن کے تین ، ذہن کے چار اور بدن کے تین - یہ سب مل کر دس گناہ ہوتے ہیں - اگر آدمی کو جھوٹ بولنے کی عادت پڑ جائے تو کوئی بھی برا کام کرنے میں جھجک نہیں ہوگی - برا کام کرنے کے لیے جھوٹ بولنا پڑتا ہے اور جب کوئی جھوٹ بولنا شروع کر دیتا ہے تو وہ بغیر تامل کے برا کام کرنے لگتا ہے -

لالچ ، نفسانی ہوس ، خوف ، غصہ ، مصیبت اور بد نصیبی کا منبع جہالت ہے - اس طرح جہالت سب سے خطرناک زہر ہے -

٨ . ہوسوں کی وجہ سے عمل پیدا ہوتا ہے - عمل کی وجہ سے دکھ پیدا ہوتا ہے - ہوس ، عمل اور دکھ ان تینوں کا چکر ہمیشہ چلتا رہتا ہے -

اس پہیے کی گردش کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا - اور لوگ آواگون سے نجات پا نہیں سکتے - اس جنم جنم کے چکر کے مطابق ایک زندگی کے پیچھے دوسری زندگی چلتی ہے اور اس سلسلے کی کوئی انتہا نہیں ہے -

اس لامحدود چکر کے بیچ گھومتے ہوئے اگر کوئی اپنی جلائی گئی خاک اور ہڈیوں کا انبار لگائے تو اس کی اونچائی پہاڑ سے بھی زیادہ ہو گی اور اس آوگون کے چکر میں اگر کوئی اس دودھ کو جمع کرے جو اس کی ماؤں نے اسے پلایا تھا تو وہ سمندر سے بھی گہرا ہوگا ۔

اگرچہ فطرت بدھ ہر آدمی میں موجود ہے مگر وہ دنیاوی ہوس کی آلودگیوں میں اس قدر دفن ہوتی ہے کہ ایک عرصے تک اس کا پتہ نہیں چلتا ۔ یہی وجہ ہے کہ آزار اتنے عام ہیں اور قابل رحم زندگیوں کا آواگون جاری ہے ۔

لیکن جس طرح لالچ ، غصہ اور بےوقوفی سے مغلوب ہونے پر اعمال بد جمع ہو کر نئے جنم کا سامان کرتے ہیں اسی طرح بدھ کی تعلیمات کی تقلید سے بدی کا سرچشمہ بند ہوگا اور اس عالم آزار میں نئے جنم کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

۲
آدمی کی فطرت

۱ . انسان کی فطرت ایک گھنے جنگل کی طرح ہے جس کا کوئی راستہ نہیں ہے اور جس میں داخل ہونا مشکل ہے ۔ اس کے مقابلے میں جانور کی فطرت کو سمجھنا آسان تر ہے ۔ پھر بھی ہم انسان کی فطرت کو مجموعی طور پر چار نمایاں فرق کے لحاظ سے تقسیم کریں گے ۔

پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جو غلط تعلیمات کی وجہ سے ریاضت کرکے اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہیں ۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو دوسروں کو تکلیف

دیتے ہیں۔ وہ جانداروں کو مارتے ہیں، چوری کرتے ہیں اور دوسرے برے اعمال کرتے ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اپنے آپ کو تکلیف دینے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی تکلیف دیتے ہیں۔ چوتھی قسم کے لوگ وہ ہیں جو خود کوئی تکلیف نہیں اٹھاتے اور دوسروں کو تکلیف سے بچاتے ہیں - چوتھی قسم کے لوگ وہ ہیں جو بدھ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے لالچ ، غصے اور بےوقوفی سے دور رہتے ہیں - وہ قتل اور چوری کے بغیر شفقت اور دانائی کے ساتھ پر امن زندگی گزارتے ہیں -

۲. پھر اس دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں - پہلی قسم کے لوگ چٹان پر کھدے ہوئے حروف کی مانند ہوتے ہیں - وہ کبھی کبھی غصہ ہو جاتے ہیں اور ان کا غصہ دیر تک باقی رہتی ہے - دوسری قسم کے لوگ ریت پر لکھے گئے حروف کی مانند ہوتے ہیں۔ وہ بھی کبھی کبھی غصہ ہو جاتے ہیں لیکن ریت پر لکھے گئے حروف کی طرح ان کا غصہ جلدی ختم ہو جاتا ہے - تیسری قسم کے لوگ پانی پر لکھے گئے حروف کی مانند ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں کی گالیوں اور ناخوشگوار باتوں کی پرواہ نہیں کرتے ہیں - ان کا ذہن ہمیشہ پاکیزہ اور پرسکون ہوتا ہے -

اس کے علاوہ دیگر تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں - پہلی قسم کے لوگ مغرور اور غصے ور ہوتے ہیں - وہ ہمیشہ غیر مطمئن رہتے ہیں اور ان کی فطرت آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے - دوسری قسم کے لوگ باادب ہوتے ہیں اور ہمیشہ غور و فکر کرنے کے بعد عمل کرتے ہیں۔ ان کی فطرت سمجھنا مشکل ہے۔

تیسری قسم کے لوگ ہوسوں پر پوری طرح قابو پا لیتے ہیں۔ ان کی فطرت کو سمجھنا ناممکن ہے۔

اسی طرح مختلف طریقوں سے لوگوں میں درجہ بندی کرسکتے ہیں لیکن اصل میں انسان کی فطرت کو سمجھنا آسان نہیں ہوتا۔ صرف بدھ ہی ان کو سمجھتے ہیں اور مختلف تعلیمات کے ذریعے ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

۳
انسانی زندگی

۱. یہاں ایک حکایت ہے جس میں انسانی زندگی کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔ ایک آدمی کسی دریا میں بہاو کی طرف کشتی چلا رہا تھا۔ کنارے پر کھڑے آدمی نے اسے خبردار کیا - "دریا کے تیز دھارے میں اتنی سرمستی کے ساتھ کشتی نہ چلاؤ - آگے کئی اتار ہیں اور گرداب بھی اور چٹانی غاروں میں مگرمچھ اور شیطان رہتے ہیں۔ اسی طرح چلاتے رہو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔"

اس حکایت میں " تیز دھارا جنسی ہوس کی زندگی ہے " سرمستی کے ساتھ کشتی چلانا " اپنے بدن سے لگاو ہے۔ "آگے کے اتار" غصہ اور تکلیف کی زندگی ہے۔ " گرداب" خوشی ہے۔ مگرمچھ اور شیطان " گناہ سے برباد ہونے والی زندگی ہے۔"کنارے پر کھڑا ہوا آدمی" بدھ ہیں۔

اور ایک حکایت ہے۔ ایک آدمی جرم کر کے بھاگ رہا ہے - سپاہی اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔ پھر اس کو راستے میں ایک پرانا کنواں ملتا ہے جس کے اندرکچھ بیلیں لٹک رہی ہیں۔ وہ ایک بیل کے سہارے

کنویں کے اندر اتر کر چھپنے کا ارادہ کرتا ہے۔ نیچے اترتے وقت کنویں کی تہہ میں زہریلے سانپ دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے وہ جان بچانے کے لیے بیل کے ساتھ لٹکے رہنے کا فیصلہ کرتا ہے ۔ کچھ دیر بعد اس کے ہاتھ تھک جاتے ہیں اور وہ دیکھتا ہے کہ دو چوہے جن میں ایک سفید اور دوسرا کالا ہے ، اس بیل کو کترنے لگتے ہیں۔

اگر بیل ٹوٹ جائے تو نیچے سانپوں کے بیچ گر جائے گا اور مر جائے گا ۔ اچانک اس کی نظر اوپر جاتی ہے تو اسے ٹھیک اپنے منہ کے اوپر شہد کی مکھیوں کا ایک چھتا دیکھائی دیتا ہے جس میں سے تھوڑی دیر کے بعد شہد کی میٹھی بوند ٹپکتی ہے ۔ وہ آدمی اپنے سبھی خطرے بھول کر خوشی سے شہد کا مزہ لینے لگتا ہے۔

یہاں" ایک آدمی" وہ ہے جو تکلیف سہنے کے لیے پیدا ہوتا ہے اور اکیلے مر جاتا ہے ۔ "سپاہی" "اور زہریلا سانپ" انسان کا اپنا بدن ہے جو ہوسوں کا معاخذ ہوتا ہے ۔ " پرانے کنویں کی بیل" تو انسان کی زندگی ہے ۔" دو چوہے جن میں ایک سفید ہے اور دوسرا کالا" دن، رات اور گزرنے والے سال کے معنی ہیں۔ " شہد کی بوند" جسمانی راحت ہے جو دور رواں کی تکلیف کو بھلا دیتی ہے ۔

۲. یہاں ایک اور حکایت ہے ۔ ایک راجہ ایک ڈبے میں چار زہریلے سانپ رکھ کر اپنے نوکر کو وہ، ڈبہ سنبھال کر رکھنے کے لیے دیتا ہے ۔ وہ نوکر کو ان سانپوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنے کا حکم دیتا ہے اور خبردار کرتا ہے کہ اگر ان سانپوں میں سے ایک کو بھی غصہ آئے گا تو اس نوکر کو سزائے موت ملے گی ۔ وہ نوکر ڈر کے مارے ڈبے کو پھینک کر

بھاگنے کا فیصلہ کرتا ہے۔

راجہ اس کو پکڑنے کے لیے پانچ سپاہی بھیجتا ہے۔ پہلے وہ نوکر کو سلامتی سے واپس لے جانے کے لیے دوستانہ انداز سے اس کے پاس آتے ہیں۔ لیکن وہ نوکر ان پر اعتماد نہ کرتے ہوئے دوسرے گاوں بھاگ جاتا ہے اور وہاں چھپنے کے لیے گھر ڈھونڈتا ہے ۔

اس وقت آسمان سے آواز آتی ہے کہ اس گاوں میں کوئی محفوظ پناہ گاہ نہیں ہے ۔ اور آج رات چھ ڈاکو اس پر حملہ کریں گے ۔ وہ نوکر حیران ہو کر پھر بھاگتا ہے یہاں تک کہ ایک تیز دریا اس کا راستہ روکتا ہے ۔ اس کو پار کرنا آسان نہیں ہے لیکن دریا کے اس کنارے کے خطرے کا خیال کر کے وہ ایک کشتی بنا کر اس دریا کو پارتا ہے ۔ وہاں اس کو آخر کار تحفظ اور امن حاصل ہوتا ہے ۔

" ڈبے کے اندر کے چار زہریلے سانپ" تو یہ بدن ہے جو زمین ، پانی ، آگ اور ہوا کے چار اجزا سے بنتا ہے ۔ یہ بدن ہوسوں کا سرچشمہ ہے اور ذہن کا دشمن ہے ۔ اس لیے وہ نوکر بدن سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے ۔

" دوستانہ انداز سے اس کے پاس آنے والے پانچ سپاہی" تو پانچ اجزا ہیں جن سے یہ بدن اور ذہن بنتا ہے ۔ یہ ہیئت ، احساس ، ادراک ، ارادہ اور شعور ہیں ۔

" چھپنے کے لیے گھر" تو چھ احساسات ہیں اور " چھ ڈاکو " تو چھ احساسات کے چھ مقاصد ہیں ۔ اسی طرح ان چھ احساسات میں خطرہ دیکھ کر وہ پھر بھاگتا ہے اور دنیاوی ہوسوں کے تیز دھارے کے کنارے پہنچتا ہے ۔

پھر وہ بدھ کی تعلیمات کی کشتی بنا کر اس تیز

دھارے کو بحفاظت پار کرتا ہے اور اسے سکون ملتا ہے۔

۳ . زندگی میں تین ایسے خطرناک مواقع ہیں جب نہ ماں بچے کو بچا سکتی ہے نہ بچہ ماں کو - آگ ، سیلاب اور چوری - لیکن ان تین خطرناک اور غم انگیز مواقع پر بھی کبھی ماں اور بچے کے لیے آپس میں مدد کرنے کا موقع ہوتا ہے -

لیکن تین ایسے مواقع ہیں جن میں نہ کبھی ماں بچے کو بچا سکتی ہے نہ بچہ ماں کو بچا سکتا ہے - یہ تین مواقع بڑھاپے کا ڈر ، بیماری کا ڈر اور موت کا ڈر ہیں -

جب ماں بوڑھی ہو جاتی ہے تو بچہ اس کی جگہ کیسے لے سکتا ہے ؟ جب بچہ بیمار ہو جاتا ہے تو ماں اس کی جگہ کیسے لے سکتی ہے ؟ جب آخری لمحہ نزدیک آ رہا ہے تو دونوں ایک دوسرے کی جگہ کیسے لے سکتے ہیں ؟ چاہے دونوں ایک دوسرے سے کتنی ہی محبت کرتے ہوں - ایسے مواقع پر ہرگز ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے ہیں -

۴ . اس دنیا میں برے کام کر کے موت کے بعد دوزخ میں گرے ہوئے ایک گناہ‌گار سے دوزخ کے راجا یم نے پوچھا - " جب تم دنیا میں تھے اس وقت تین فرشتوں سے تمھاری ملاقات نہیں ہوئی ؟" جی نہیں مہاراج ، ایسے شخص سے میری ملاقات نہیں ہوئی -" یم نے پوچھا - " تو کیا تم نے ایسے بڈھے کو نہیں دیکھا جو کمر خمیدہ ہے اور لاٹھی کے سہارے چلتا ہے ؟ " " مہاراج ، ایسے بوڑھے شخص کو تو میں نے کئی بار دیکھا ہے۔" یم نے کہا - " تمھیں اس لیے ایسی

سزا ملی کہ تم اس بڈھے میں فرشتے کو نہیں پہچان سکے جو تمھیں خبردار کرنے کے لیے بھیجا گیا کہ تمھیں بوڑھے ہو جانے سے پہلے جلدی سے نیک عمل کرنے چاہییں۔"

یم نے اس سے پھر پوچھا ۔"کیا تم نے ایسے آدمی کو نہیں دیکھا جو غریب ، بیمار اور بےکس ہو ؟ اس نے جواب دیا ۔ "مہاراج ، ایسے مریضوں کو تو میں نے کئی بار دیکھا ہے۔" یم نے اس سے کہا۔ " تم اس لیے یہاں آئے کہ مریضوں کی شکل میں بھیجے گئے فرشتے کی تنبیہ کہ تم بھی بیمار ہونے والے ہو سمجھ نہیں سکے ۔"

یم نے اس سے پھر پوچھا۔ " کیا تم نے ایسے آدمیوں کو نہیں دیکھا جو مر گئے ؟ اس نے جواب دیا۔ " مہاراج ، مردوں کو میں نے کئی بار دیکھا ہے۔ یم نے کہا۔ "تمھیں اس لیے یہ سزا ملی کہ مرنے والوں کی شکل میں بھیجے گئے فرشتوں سے ملنے کے باوجود تم نے اپنی موت کے بارے میں نہیں سوچا اور نیکی بھی نہیں کی۔ جو کچھ تم نے خود کیا اس کی سزا تو تمھیں خود ہی ملے گی۔"

۵ . کسا گوتمی ایک دولتمند آدمی کی بیوی تھی جو اپنے اکلوتے بچے کے مرنے کی وجہ سے پاگل ہوگئی۔ اس نے مردہ بچے کو گود میں لے لیا اور اپنے بچے کا علاج کرنے والے کی تلاش میں در در بھٹکتی رہی۔

کوئی بھی اس کے لیے کچھ نہیں کر سکا ۔ لیکن آخر میں بدھ کے ایک پیرو نے اس کو بدھ کے پاس جانے کی ہدایت کی جو اس وقت جیتون میں رہتے تھے۔ وہ جلدی سے مردہ بچے کو لے کر بدھ کے پاس گئی۔

بدھ نے ہمدردی کے ساتھ اس کو دیکھا اور کہا۔ " اس بچے کے علاج کے لیے مجھے کوکنار کے بیجوں کی ضرورت ہے۔ جاؤ اور جس گھر میں کوئی بھی مرا نہ ہو ایسے گھر سے کوکنار کے چار پانچ بیج مانگ کر لاؤ۔"

وہ پاگل عورت ایسے گھر کی تلاش میں نکل گئی جس میں کوئی مرا نہ ہو لیکن آخرناکام اس کو بدھ کے پاس واپس آنا پڑا۔ اس نے بدھ کے پرسکون چہرے کو دیکھ کر پہلی بار ان کی باتوں کے معنی سمجھے۔ وہ بچے کی لاش کو لے گئی، اس کو دفن کیا اور پھر بدھ کے پاس واپس آ کر ان کی شاگرد ہو گئی۔

۳
انسانی زندگی کی حقیقت

۱. اس دنیا کے لوگ خود غرض اور بےرحم ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے یا احترام کرنے کا سلیقہ نہیں جانتے ۔ وہ معمولی سی باتوں پر بحث کرتے ہیں اور لڑتے ہیں جس سے ان کو خود ہی نقصان اور تکلیف پہنچتی ہے۔ زندگی مصیبتوں کی ایک اداس گردش ہے۔

لوگ چاہے دولتمند ہوں یا غریب وہ پیسے کے بارے میں پریشان ہوتے رہتے ہیں۔ غریب افلاس سے اذیت پاتا ہے امیر دولت سے۔ چونکہ ان کی زندگی لالچ کے قابو میں ہے اس لیے وہ کبھی مطمئن نہیں ہوتے اور ہمیشہ بےچین رہتے ہیں۔

دولتمند آدمی زمین یا گھر یا دوسری جائداد کی فکر کرتا رہتا ہے ۔ وہ فکر کرتا رہتا ہے کہ اس پر کوئی آفت نہ آ پڑے، اس کا گھر جل نہ جائے، گھر میں چور گھس نہ آئیں۔ پھر وہ موت اور موت کے بعد اپنی دولت کے فیصلے کے بارے میں فکر کرتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ موت کا سفر اسے اکیلے کرنا ہے اور کوئی بھی اس کا ساتھ نہیں دیتا ہے۔

غریب آدمی کو ہمیشہ کمی کے احساس سے تکلیف ہوتی رہتی ہے اور اس سے بےانتہا ہوسیں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً گھر پانے کی ہوس یا زمین پانے کی ہوس۔ لالچ سے جلتا ہوا وہ اپنے بدن اور ذہن کو تھکا دیتا ہے اور ادھیڑ عمر میں ہی مر جاتا ہے۔

اس کو ساری دنیا دشمن کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اسے ایسا لگتا ہے کہ موت کا سفر اسے اکیلے کرنا ہے اور اس لمبے سفر میں اس کے ہمراہ کوئی نہیں ہوتا ہے۔

۲ . پھر اس دنیا میں پانچ قسم کے گناہ ہیں۔ پہلا ظلم و ستم ہے۔ انسان سے لے کر زمین پر رینگنے والے کیڑے تک سبھی ایک دوسرے پر قابو پانے کی کوشش

کرتے ہیں۔ طاقتور کمزوروں پر حملہ کرتے ہیں، کمزور طاقتوروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ہر جگہ لڑائی اور ظلم و ستم ہوتے رہتے ہیں۔

دوسرے، باپ اور بیٹے کے درمیان ، بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی کے درمیان ، شوہر اور بیوی کے درمیان، رشتےداروں کے درمیان واضح تمیز مفقود ہے۔ ہر موقع پر ہر ایک اپنے آپ کو سب سے اونچا کرنے اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کی خواہش کرتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں اور ان میں خلوص نہیں ہوتا ہے۔

تیسرے ، مرد اور عورت کے درمیان برتاو کے لحاظ سے واضح تمیز مفقود ہے - ہر ایک کو کبھی کبھی ناپاک اور شہوت انگیز خیالات اور ہوسیں آتی ہیں اور قابل اعتراض اعمال کرتے ہیں اسی وجہ سے اکثر لڑائی جھگڑے اٹھ جاتے ہیں اور نا انصافی اور شرارت ہوتی ہے۔

چوتھے ، لوگوں میں ایسا رجحان ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق کا احترام نہیں کرتے اور دوسروں کی قیمت پر اپنی اہمیت بڑھاتے ہیں۔ وہ برے اعمال کی مثالیں قائم کرتے ہیں اور آپس میں دھوکے بازی کرتے ہیں بدگوئی اور گالی گلوچ کرتے ہیں۔

پانچویں، لوگوں میں دوسروں سے متعلق اپنے فرائض کو نظر انداز کرنے کا رجحان ہے۔ وہ حد سے زیادہ اپنے عیش و عشرت اور خواہشوں کا خیال کرتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ کی گئی مہربانیاں بھول جاتے ہیں اور دوسروں کو ناراض کرکے خوفناک جرم کرنے لگتے ہیں۔

۳. لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اور زیادہ ہمدردی کرنی چاہیے۔ ان کو ایک دوسرے کی عزت

کرنی چاہیے اور مشکلات میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ لیکن اس کے برعکس وہ خود غرض اور سنگ دل ہوتے ہیں وہ تھوڑے سے سود و زیان کے لیے آپس میں نفرت کرتے ہیں اور لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اور وہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ تھوڑی سی نفرت بھی وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑی ہو کر ناقابل برداشت حد تک پہنچ جاتی ہے۔

نفرت کے یہ جذبات جلدی سے تو تشدد کی صورت اختیار نہیں کرتے لیکن وہ زندگی کو دشمنی اور غصے کے جذبات سے زہر آلود کرتے ہیں۔ یہ نقش ان کے ذہن پر اتنے گہرے ہوتے کہ وہ ان کے نشان، آواگون کی گردش میں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

واقعی آدمی ہوسوں کی اس دنیا میں تنہا پیدا ہوتا اور تنہا مر جاتا ہے۔ ایسا کوئی بھی شخص نہیں جو موت کے بعد کی زندگی میں اس کی سزا میں حصہ بٹائے۔

سبب اور اثر کا یہ قانون کائناتی ہے۔ ہر آدمی کو اپنے گناہ کا بوجھ خود لے کر اس کی سزا کا بار اٹھانا پڑتا ہے۔ اور اثر کا یہ قانون نیکیوں پر اختیار کرتا ہے۔ ہمدردی اور مہربانی کی زندگی کا نتیجہ خوش قسمتی اور مسرت ہوتا ہے۔

۴. وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ وہ کتنی مضبوطی سے لالچ، عادات اور دکھ میں بندھے ہوئے ہیں اور وہ بہت رنجیدہ اور مایوس ہوجاتے ہیں۔ اپنی مایوسی میں وہ اکثر دوسروں کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں اور گناہ میں گہرے ڈوب کر درست راستے پر چلنے کی کوشش چھوڑتے ہیں - اکثر وہ بےوقت اپنی شرانگیزی کے دوران مر جاتے ہیں اور

ان کو ہمیشہ کے لیے دکھ اٹھاتے رہنا پڑتا ہے ۔
بدقسمتی اور تکالیف کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہونا سب سے زیادہ غیر فطری اور زمین اور آسمان کے قانون کے خلاف ہے۔ اس لیے آدمی کو اس دنیا اور اس دنیا دونوں میں دکھ بھرنا پڑے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ اس زندگی میں سبھی چیزیں عارضی ہیں اور بےیقینی سے پر ہیں۔ لیکن یہ نہایت افسوسناک بات ہے کہ آدمی اس حقیقت کو نظر انداز کر کے اپنے لطف کی تلاش اور اپنی خواہشوں کو پورا کرنے میں مگن رہتا ہے۔

۵. اس عالم آزار میں خود غرضی اور انانیت کے ساتھ عمل کرنا لوگوں کے لیے فطری ہے اور اسکی وجہ سے آزار و الم کا پیچھے لگنا بھی یکساں طور پر فطری ہے۔

لوگ اپنی طرفداری کرتے ہیں اور دوسروں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ لوگ اپنی خواہشوں کو لالچ، ہوس اور بدی کا ہر انداز اختیار کرنے دیتے ہیں۔اسی وجہ سے ان کو بےحد دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔

عیش و عشرت کا وقت دیر تک قائم نہیں رہتا بلکہ تیزی سے گزر جاتا ہے۔ اس دنیا میں کسی چیز کا لطف ہمیشہ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے۔

٦. لہذا لوگوں کو اپنی جوانی اور صحت مندی کے وقت اپنی لالچ اور دنیاوی معاملوں سے لگاو کو ترک

کرنا چاہیے اور دل لگا کر حقیقی نروان کی تلاش کرنی چاہیے۔ کیونکہ نروان کے بغیر کونسا اعتبار اور خوشی دیرپا ہوسکتی ہے۔

لیکن اکثر لوگ اسباب اور اثرات کے اس قانون کو نہیں مانتے یا نظرانداز کرتے ہیں وہ یہ بھی نہیں مانتے ہیں کہ آدمی کا اس زندگی کے اعمال آئندہ زندگی پر اثرانداز ہوتے ہیں اور وہ دوسروں کو اپنے گناہوں کی سزا و جزا میں ملوث کرتے ہیں۔ وہ اپنی تکالیف پر غم کرتے اور روتے ہیں۔ انھیں اپنی آئندہ زندگیوں پر اپنے حالیہ اعمال کی اہمیت اور اپنی موجودہ تکالیف سے گزشتہ زندگیوں کے اعمال کے تعلق کے بارے میں مکمل غلط فہمی ہوتی ہے۔

اس دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں جو لافانی یا مستقل ہو۔ سبھی چیزیں بدلتی رہتی ہیں، عارضی ہیں اور بے اعتبار ہیں۔ لیکن لوگ جاہل اور خود غرض ہیں اور وقتی خواہشیں اور دکھ کی فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔ وہ نہ اچھی تعلیمات سنتے ہیں نہ ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو صرف حالیہ فائدے، دولت اور جنسی ہوس کے لیے وقف کرتے ہیں۔

۷. نامعلوم زمانے سے بےشمار لوگ دھوکے اور دکھ کی اس دنیا میں پیدا ہوئے ہیں اورپیدا ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ خوش قسمتی ہے کہ دنیا بدھ کی تعلیمات

سے آگاہ ہو گئی اور لوگ ان پر یقین کر سکتے ہیں اور ان کی مدد لے سکتے ہیں۔

لہذا لوگوں کو دھیان کرنا چاہیے ، اپنے ذہن کو پاکیزہ رکھنا اور اپنے بدن کو اچھا رکھنا چاہیے، لالچ اور برائی سے دور رہنا چاہیے اور نیکی کی تلاش کرنی چاہیے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اب بدھ کی تعلیمات آ چکی ہیں۔ ہمیں ان پر یقین کرنے اوربدھ کی پاکیزہ سرزمین میں پیدا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بدھ کی تعلیمات کو جانتے ہوئے دوسروں کا پیچھا کر کے ہوس یا گناہ میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ اور بدھ کی تعلیمات کو نہ صرف اپنانا چاہیے بلکہ ان کو عملی جامہ پہنانا اور دوسروں تک پہنچانا چاہیے۔

باب پنجم

بدھ کی دست گیری

۱
امتابھ بدھ کے وعدے

۱. جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے لوگوں کے لیے دنیاوی ہوسوں کو ترک کرنا مشکل ہے اور وہ گناہ پر گناہ کرتے رہتے ہیں اور اپنے ناقابل برداشت اعمال کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں ۔ اپنی عقل اور طاقت سے وہ اپنی لالچ اور نفس پرستی کی عمارت کو ترک نہیں کر سکتے ہیں ۔ اگر وہ دنیاوی ہوس پر قابو پانے یا اسے ختم کرنے کے اہل نہیں تو وہ صفت بدھ کی سچی فطرت کو سمجھنے کی کیسے توقع کر سکتے ہیں ؟

بدھ ، جو انسانی فطرت سے مکمل طور پر واقف تھے ، انھیں لوگوں سے زبردست ہمدردی تھی انھوں نے لوگوں کو خوف اور دکھوں سے چھٹکارا دلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کا عہد کیا تھا ۔ چاہے وہ خود ان کے لیے بڑی مصیبت کا باعث کیوں نہ ہو ۔ اس امداد کو جاری کرنے کے لیے انھوں نے اپنے آپ کو نامعلوم ماضی میں بودھی ستو کی حیثیت سے ظاہر کیا اور مندرجہ ذیل دس عہد کیے ۔

ا. " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک یہ یقینی نہ ہو جائے کہ میری سرزمین میں پیدا ہونے والے سبھی لوگ صفت بدھ میں داخل ہوں گے اور نروان حاصل کریں گے ۔

ب " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ یقین کی روشنی ساری دنیا میں نہ پھنچے ۔"

ج " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ میری عمر جاودان نہ ہو اور بےشمار لوگوں کو تحفظ نہ دے ۔"

د " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ دس سمتوں کے سبھی بدھ متحد ہو کر میرے گن نہ گائیں ۔"

ہ " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ مخلص عقیدہ رکھنے والے لوگ میری سرزمین میں دوسرا جنم لینے کی خاطر مخلص عقیدے کے ساتھ دس بار میرا نام لینے سے دوسرا جنم نہ لیں ۔"

و " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ دس سمتوں کے سبھی لوگ نروان حاصل کرنے کا عزم نہ کریں ، نیکیاں نہ کریں ، صدق دل سے میری سرزمین میں جنم لینے کی خواہش نہ کریں ۔ اس طرح ان کی موت کے وقت میں عظیم بودھی ستوؤں کے ساتھ اپنی پاکیزہ سرزمین پر ان کے استقبال کے لیے ظہور میں آؤں گا ۔"

ز " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ دس سمتوں کے سبھی لوگ میرا نام سن کر میری سرزمین کا خیال نہ کریں اور وہاں جنم لینے کی خواہش نہ کریں ، صدق دل سے نیکیوں کے بیج نہ بوئیں اور اس طرح وہ اپنے دل کی تمام خواہشیں پوری کرنے کے

اہل ہوں۔
ح "اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ میری سرزمین میں جنم لینے والے سبھی لوگ یقینی طور پر نروان حاصل نہ کریں تاکہ وہ نروان اور عظیم دردمندی کی تربیت کے لیے دوسرے بہت سے لوگوں کی رہنمائی کریں۔"
ط " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ ساری دنیا کے لوگ میری دردمندی کی روح کے زیر اثر نہ آ جائیں۔ جو ان کے ذہنوں اور بدن کو پاک کرے گی اور ان کو دنیا کی چیزوں سے بالاتر بنائے گی۔"
ی " اگرچہ مجھے صفت بدھ مل گئی ہے لیکن میں اس وقت تک کامل نہیں ہوں گا جب تک کہ دس سمتوں کے سبھی لوگ میرا نام سن کر زیست اور موت کے بارے میں صحیح تصور نہ باندھیں اور کامل حکمت حاصل نہ کریں جو ان کو دنیاوی لالچ اور دکھ میں سے پاکیزہ اور پر سکون رکھے گی۔"

" اب میں اس طرح یہ وعدہ کرتا ہوں۔ جب تک یہ وعدے پورے نہ ہو جائیں تب تک میں کامل نہیں ہوں گا۔ میں لامحدود نور کا سرچشمہ بنوں گا، اپنی حکمت اور اوصاف کے خزانے کا دروازہ کھول کر لوگوں کو عطا کروں گا اور سبھی سر زمینوں کو منور کر کے دکھ اٹھانے والے تمام لوگوں کو نجات دلاؤں گا۔"

۲. اس طرح وہ مدتوں بے شمار خیر جمع کرتا رہا اور امتابھ یا لامحدود نور اور بےکنار زندگی کے بدھ

ہوگیا۔ اور اپنی پاکیزہ سرزمین بدھ کی تکمیل کی جہاں اب وہ امن کی دنیا میں رہتا ہے اور تمام لوگوں کو روشنی بخشتا ہے ۔

یہ پاکیزہ سرزمین، جہاں کوئی بھی دکھ نہیں ہوتا ، امن اور نروان کی مسرتوں سے بھری ہوئی ہے۔ لباس، خوراک اور سبھی حسین چیزیں وہاں کے رہنے والوں کی خواہش کے مطابق میسر ہوتی ہیں۔ جب نسیم نرم رو جوہرات سے لدے ہوئے درختوں سے گزرتی ہے تو تعلیمات کی موسیقی چاروں طرف بھر جاتی ہے اور سننے والوں کے ذہنوں کو صاف کرتی ہے۔

پھر اس پاکیزہ سرزمین میں کنول کے رنگ برنگ اور خوشبودار پھول کھلتے ہیں اور ہر پھول کی بیش بہا پنکھڑیاں ہوتی ہیں اور ہر پنکھڑی ناقابل بیان خوبصورتی کے ساتھ چمکتی ہے۔ ان پنکھڑیوں کی ہر کرن دانش کے راستے کو منور کرتی ہے اور جو لوگ مقدس تعلیم کی موسیقی سنتے ہیں وہ کامل امن میں داخل ہوتے ہیں۔

۳ . اب دس سمتوں کے سبھی بدھ اس لامحدود نور اور بےکنار زندگی کے بدھ کے گن گا رہے ہیں۔

جو بھی آدمی اس بدھ کا نام سن کر اس کی بڑائی کرے اور خوشی کے ساتھ اس کو قبول کرے تو اس کا ذہن اور بدھ کا ذہن ایک ہو جائے گا اور وہ بدھ کی پاکیزہ سر زمین میں جنم لے گا۔

جو لوگ بدھ کی پاکیزہ سرزمین میں جنم لیتے ہیں وہ بدھ کی لاانتہا زندگی کے حصہ دار بن جاتے ہیں - ان کے دل فوراً مصیبت زدگان کے ساتھ ہمدردی کے جذبے سے بھر جاتے ہیں اور بدھ کے نجات کے طریقے کو ظاہر کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں -

ان وعدوں کی روح کے وسیلے وہ تمام دنیاوی ہوسوں کو ترک کرتے ہیں اور اس دنیا کی بےثباتی سمجھ جاتے ہیں اور وہ تمام ذیحیات کی نجات کے لیے اپنے اوصاف کو وقف کر دیتے ہیں - وہ اپنی زندگیوں کو دوسروں کے دھوکے اور آزار کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں - مگر ساتھ ہی ساتھ وہ ان کو دنیاوی زندگی کی وابستگیوں اور بندھنوں سے آزادی دلاتے ہیں -

لوگ دنیاوی زندگی کی مشکلات جانتے ہیں لیکن ساتھ ہی وہ بدھ کی دردمندی کے لامحدود امکانات سے واقف ہیں - وہ اپنی مرضی سے آزادی کے ساتھ جا سکتے ہیں یا آسکتے ہیں ، آگے قدم بڑھا سکتے ہیں یا رک سکتے ہیں - لیکن وہ ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کرتے ہیں جن تک بدھ نے اپنی دردمندی کی صفت پہنچائی -

لہذا اگر ایک آدمی اس امتابھ بدھ کا نام سن کر حوصلہ پائے اور کامل عقیدت کے ساتھ اس کا نام لے تو وہ بدھ کی درد مندی میں حصہ بٹائے گا - اس لیے تمام لوگوں کو بدھ کی تعلیمات کو سننا اور اس پر عمل کرنا چاہیے خواہ وہ انھیں دوبارہ ان شعلوں کی طرف لے جاتی ہوئی معلوم ہو جو اس حیات و موت کی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں -

اگر لوگ سنجیدگی اور خلوص سے نروان حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کو اس بدھ کی طاقت پر اعتماد رکھنا چاہیے ۔ بدھ کی حمایت کے بغیر اعلیٰ ترین فطرت بدھ کا حصول عام انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی ۔

۴ . امتابھ بدھ کسی سے دور نہیں ۔ اس کی پاکیزہ سرزمین کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ دور کہیں مغرب میں واقع ہے لیکن وہ ان کے ذہنوں میں بھی موجود ہے جو سرگرمی سے اس کے ساتھ رہنے کی خواہش کرتے ہیں ۔

اگر ذہن میں اس امتابھ بدھ کا تصور کیا جائے تو وہ سونے کی آب و تاب میں چمک رہا ہے اور اس کی چوراسی ہزار شکلیں یا خد و خال ہیں ۔ ہر ایک شکل یا خد و خال میں چوراسی ہزار انوار کی کرنیں ہیں اور یہ کرنیں بدھ کا نام لینے والے آدمی کو تاریکی میں نہیں چھوڑتی ہیں اور اس کو اپنے حصار میں لے لیتی ہیں ۔ اس طرح یہ بدھ اپنی پیش کی ہوئی نجات سے فائدہ اٹھانے کے لیے لوگوں کی مدد کرتا ہے ۔

بدھ کی شکل کو دیکھنے سے آدمی بدھ کا ذہن دیکھ پاتا ہے ۔ بدھ کا ذہن خود عظیم درد مندی ہے اور وہ نہ صرف عقیدہ رکھنے والوں کو نجات دیتا ہے بلکہ ایسے لوگوں کو بھی نجات دیتا ہے جو بدھ کی درد مندی کو نہیں جانتے ہوں یا بھول گئے ہوں ۔

جو لوگ بدھ پر یقین رکھتے ہیں وہ ان کو اپنے ساتھ ایک ہونے کا موقع دیتا ہے ۔ چونکہ یہ بدھ ایک ایسا بدن ہے جس میں سب کا مساوی طور پر شامل ہے اس لیے جو بدھ کے بارے میں سوچتا ہے بدھ اس کے بارے میں سوچتا ہے اور آزادانہ طور پر وہ

ہر آدمی کے ذہن میں داخل ہو جاتا ہے ۔

اسی لیے جب ایک آدمی بدھ پر دھیان دیتا ہے تو اس کا ذہن بدھ کا ذہن بن جاتا ہے جو مکمل طور پر پاکیزہ ، مسرور اور پرامن ہوتا ہے ۔ دوسرے الفاظ میں اس کا ذہن بدھ کا ذہن بن جاتا ہے ۔

لہذا جو لوگ پاکیزہ اور پرخلوص عقیدہ رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ اپنے ذہن کو بدھ کا ذہن تصور کریں ۔

۵ . امتابھ بدھ کی تغیر ہیئت اور آواگون کی بہت سی صورتیں ہیں اور ہر آدمی کی صلاحیت کے مطابق وہ اپنے آپ کو بہت سے طریقوں سے ظاہر کر سکتا ہے۔

وہ اس دنیا میں بھرا ہوا ہے ، لامحدود ہے اور انسان کی سوچ سے کہیں بالاتر ہے ۔ کبھی وہ فطرت کی بےپناہی ، کبھی ہیئتوں ، کبھی توانائی ، کبھی ذہن کے پہلوؤں اور کبھی شخصیت کی صورت میں خود کو ظاہر کرتا ہے ۔

لیکن بدھ یقین کے ساتھ اپنا نام لینے والے کے سامنے کسی نہ کسی انداز میں یقینی طور پر ظاہر ہوتے ہیں ۔ امتابھ بدھ ہمیشہ دو بودھی ستو ، او لوکتیسور ، درد مندی کا بودھی ستو اور مہا ستھام پرپت ، حکمت کا بودھی ستو ، کے ساتھ ظہور میں آتا ہے ۔ بدھ کے مظاہر سے ساری دنیا بھری ہوئی ہے

لیکن عقیدہ رکھنے والا ہی ان کو دیکھ پاتا ہے ۔

جو لوگ بدھ کے عارضی ظہور کو دیکھ سکتے ہیں انھیں دائمی تسکین اور مسرت حاصل ہوتی ہے ۔ مزید برآں جو لوگ حقیقی بدھ کو دیکھ سکتے ہیں انھیں خوشی اور امن کی بےشمار خوش‌نصیبیاں حاصل ہوتی ہیں ۔

٦. چونکہ بدھ کا ذہن اپنی بےکنار محبت اور حکمت کی وجہ سے خود درد مندی ہوتا ہے اس لیے وہ سب کو بچا سکتے ہیں ۔

جو لوگ جہالت کی وجہ سے خوفناک جرم کرتے ہیں ، جن کے ذہن لالچ ، غصہ اور بےوقوفی سے بھرے ہوئے ہیں ، جو جھوٹ بولتے ہیں ، گپیں مارتے ہیں ، دوسروں کی برائی کرتے ہیں اور دھوکا دیتے ہیں ، جو قتل کرتے ہیں ، چوری کرتے ہیں اور زناکاری کرتے ہیں ، جن کی بداعمالی کی زندگی ختم کے قریب ہے ۔ طویل ادوار کی سزاؤں کا مقدر ہیں ۔

زندگی کے آخری لمحے میں اچھا دوست ان کے پاس آ کر ہدایت دیتا ہے ۔ " اب آپ موت کا سامنا کر رہے ہیں ، آپ اپنی گناہ گار زندگی کا داغ مٹا نہیں سکتے لیکن آپ اس لامحدود نور کے بدھ کا نام لے کر اس کی درد مندی کی پناہ میں آ سکتے ہیں۔"

اگر یہ بدمعاش اپنے ذہن کی یکسوئی کے ساتھ امتابھ بدھ کا نام لیں تو سارے گناہ جن کی وجہ سے دنیائے بد ان کا مقدر بنی تھی دھوئے جاتے ہیں ۔

صرف مقدس نام کے دہرانے سے یہ ہو سکتا ہے تو اگر کوئی اس بدھ کی طرف دھیان لگائے تو وہ کیا نہیں حاصل کر سکتا ہے ۔

وہ لوگ جو اس طرح اپنی زندگی کے خاتمے کے وقت یہ مقدس نام پڑھتے ہیں وہ امتابہ بدھ اور درد مندی اور دانش بودھی ستوؤں سے ملیں گے - اور اس کی رہنمائی میں سرزمین بدھ کو جائیں گے جہاں وہ سفید کنول کی تمام پاکیزگی کے ساتھ پیدا ہوں گے -

اس لیے ہر ایک کو " نامو - آمدا - بتسو " کے الفاظ ذہن میں رکھنے چاہییں - یا لامحدود نور اور بےکنار زندگی کے بدھ پر صدق دل سے بھروسہ کرنا چاہیے -

۲
امتابہ بدھ کی پاکیزہ سرزمین

لامحدود روشنی اور بےکنار زندگی کا یہ بدھ ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور اپنے سچ کی روشنی پھیلاتا رہتا ہے- اس کی پاکیزہ سرزمین کے لوگ دکھ اور تاریکی کو نہیں جانتے ہیں اور خوشی کے دن ہی گزارتے ہیں- اس لیے اس سرزمین کو سرزمین روحانی مسرت کہتے ہیں-

اس سرزمین کے بیچ میں ایک جھیل ہے جس میں پاک ، تازہ اور چمکتا پانی بھرا ہوا ہے اور اس کی موجیں زریں ریگ سے بنے ہوئے ساحلوں کو اپنی آغوش میں لیتی ہیں- جگہ جگہ رتھ کے پہیے کے برابر کنول کے بڑے پھول کھلے ہیں- کنول کے ان پھولوں میں نیلے سے نیلے ، زرد سے زرد، سرخ سے سرخ اور سفید سے سفید رنگ کا نور چمک رہا ہے اور ان کی خوشبو فضا میں بھری ہوئی ہے-

اور اس جھیل کے ارد گرد جگہ جگہ پر سونے، چاندی، لاجورد اور بلور سے سجے ہوئے محل ہیں جن میں پانی کے کنارے کی طرف سنگ مرمر کی سیڑھیاں ہیں۔ دوسری جگہوں پر پانی کے اوپر معلق کنگورے ہیں جن پر بیش بہا جواہر سے سجے ہوئے پردے پڑے ہیں۔ اور ان کے درمیان خوشبودار درخت اور پھولوں سے بھرے ہوئے جھنڈ ہیں۔

زمین خوبصورتی سے چمکتی ہے اور فضا میں الوہی نغمے گونج رہے ہیں۔ دن اور رات میں چھ مرتبہ فلک سے نازک پنکھڑیاں گرتی ہیں اور لوگ ان کو گلدان میں رکھ کے دوسرے بدھ کی سرزمینوں تک لے جاتے ہیں اور بےشمار بدھوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

۲. اس حیرت انگیز سرزمین میں سفید سارس، راج ہنس، مور، طوطے، جنت کے استوائی پرندے اور چھوٹی چھوٹی چڑیوں کے ٹولے نرمی سے گانا گاتے ہیں۔ بدھ کی پاکیزہ سرزمین میں یہ پرندے بدھ کی تعلیمات بیان کرتے اور اس کے گن گاتے ہیں۔

جو بھی لوگ ان آوازوں کی موسیقی سنتے ہیں انھیں بدھ کی آواز سنائی دیتی ہے اور وہ بدھ پر یقین، خوشی، امن اور ہر ملک میں بدھ کی تعلیمات کے ماننے والوں کے ساتھ اخوت کو تازہ کرتے ہیں۔

جب نسیم ہلکے ہلکے جواہر سے لدے ہوئے درختوں میں سے گزر کر محلوں کے معطر پردوں کو ہلاتی ہے تو موسیقی کی لطیف لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ جولوگ اس آسمانی موسیقی کی نرم بازگشت سنتے ہیں وہ بدھ ، دھرم (تعلیم) اور سنگھ (اخوت) کا خیال کرنے لگتے ہیں۔ یہ تمام اعلی صفات صرف اس پاکیزہ زمین کی عکاسی ہیں۔

۳ . اس سرزمین کا بدھ کیوں امتابھ یعنی لامحدود نور اور بےکنار زندگی رکھنے والا بدھ کہلاتا ہے؟ یہ اس لیے ہے کہ کیونکہ اس کے سچ کی چمک بلا روک سرزمین بدھ کے آخری کناروں اور اس کے محور کی حدود تک اپنی روشنی پھیلاتی ہے۔ کیونکہ اس کی زندہ دردمندی کی قوت بےشمار زندگیوں اور ان‌گنت صدیوں سے گزر کر بھی کبھی ختم نہیں ہوتی ہے۔

۴ . یہ اس لیے ہے کہ جو لوگ اس کی پاکیزہ سرزمین میں پیدا ہوتے ہیں اور کامل نروان حاصل کرتے ہیں ان کی تعداد بےشمار ہے اور وہ دھوکے اور موت کی دنیا میں ہرگز دوبارہ واپس نہیں آتے۔

یہ اس لیے ہے کہ اس بدھ کے نور کے سبب تازہ زندگی سے آگاہ ہونے والوں کی تعداد بےشمار ہے۔

اس لیے اگر آدمی صرف اس بدھ کے نام کو اپنے ذہن میں رکھے اور ایک دن یا ایک ہفتے کے لیے اپنے ذہن کو مرتکز کرکے کامل عقیدے کے ساتھ امتابھ بدھ کے نام کا ورد کرے تو اس کی زندگی کے آخری وقت

وہ بدھ بہت سے مقدس لوگوں کے ساتھ اس کے سامنے آتا ہے اور وہ آدمی کسی جھجھک کے بغیر بدھ کی پاکیزہ سرزمین میں پیدا ہوگا۔

اگر کوئی آدمی امتابھ بدھ کانام سنے اور اس کی تعلیمات پر یقین لائے تو وہ سب سے اعلی کامل نروان حاصل کر سکتا ہے۔